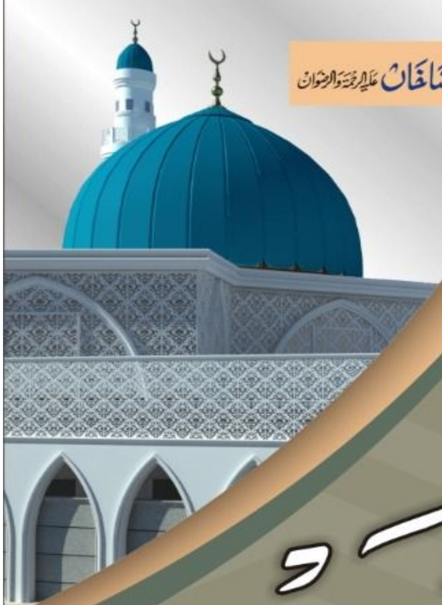

بفیضِ روحانی: حضور امینِ شریعت، شبیہ مفتیِ اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان

مکتوباتِ امینِ شریعت

تصنیف

خلیفۂ امینِ شریعت و تاج الشریعہ محمد اشرف رضا قادری

چیف ایڈیٹر "امینِ شریعت" (سہ ماہی)

ناشر:

امینِ شریعت دار المطالعہ

بلودا بازار چھتیس گڑھ

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام

کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ

کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan
/muftiakhtarrazakhan1011
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوبات امین شریعت

مرتب

محمد اشرف رضا قادری

ناشر:

امین شریعت دار المطالعہ بلوداباز ار چھتیس گڑھ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب: مکتوبات امین شریعت

مرتب: مولانا محمد اشرف رضا قادری

ناشر: امین شریعت دارالمطالعہ بلودا بازار چھتیس گڑھ

سن اشاعت: سال ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰۱۹ء

انتساب

اس عظیم ذات کی بارگاہ میں نذر گدایانہ جو آسمان علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب تھے، جنھوں نے رحلت سے ایک دن پہلے اپنے جانے کی خبر دے دی۔ جو اپنے تقویٰ و طہارت، عشق و وجدان کی لطافت، اتباع سنت، دین پر استقامت، ۴۰ ؍سال تک جامع مسجد کانکیر شریف میں امامت کے سبب اہل سنت کے عوام وخواص کے مرجع عقیدت تھے، یعنی میرے پیر و مرشد نبیرۂ اعلیٰ حضرت و استاذ زمن، شبیہ مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشۂ علامہ حسنین رضا خاں حضرت علامہ **الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں** قادری علیہ الرحمۃ والرضوان جنھیں دنیا ''امین شریعت'' اور ''حکیم الاسلام'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

محمد اشرف رضا قادری

اپنی بات

محمد اشرف رضا قادری

محترم ناظرین کرام!

عرصۂ دراز سے خواہش تھی کہ حضور امین شریعت کے مکتوبات جمع کرنے کا کام شروع کروں تا کہ حضرت کی تابناک حیات کے دیگر شعبوں کی طرح یہ شعبۂ حیات بھی قارئین کی نگاہوں کے سامنے آسکے۔ خواہش تو بہت تھی لیکن پریشانی یہ تھی کہ حضرت ایک تو مسلسل سفر میں پابہ رکاب رہتے تھے۔ کبھی بریلی تو کبھی چھتیس گڑھ، اس لیے آپ کی تحریرات متفرق تھیں۔ پھر ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ بعض خطوط جو حضرت نے اپنے مریدین وخلفا کے نام تحریر فرمائے انہیں حاصل کرنا خاصا مشکل تھا۔ بس یہی سوچ کر ہمت باندھتا لیکن کمزور پڑ جاتا، یہاں تک کہ حضور امین شریعت کے فیوض وبرکات نے سہارا دیا اور فقیر نے کمر ہمت کس کر تہیہ کر لیا کہ جیسے بھی ہو، جس طرح بھی ہو مکتوبات امین شریعت کی تلاش وجستجو کرنا ہے۔

یہ عزم مصمم کرنے کے بعد سب سے فقیر نے حضور امین شریعت کے تحریری سرمایہ کی جانب توجہ کی۔ چوں کہ فقیر کو تقریبا دس گیارہ سالوں تک حضور امین شریعت کی خدمت کا بھر پور موقع ملا، اس لیے مجھے اندازہ تھا کہ کئی سارے خطوط حضرت کے تحریری

سرمایہ میں محفوظ ہوں گے۔میرا اندازہ غلط نہیں تھا تلاش کے بعد کئی سارے خطوط مجھے حضور امین شریعت کے ذخیرۂ کتب میں مل گئے۔

کچھ خطوط مل جانے کے بعد حوصلوں میں نیا جذبہ پیدا ہوا۔اور امید بندھ گئی کہ جب یہ خطوط مل گئے ہیں توان شاء اللہ دیگر خطوط بھی ضرور دستیاب ہوں گے۔بس یہی سوچ کر حضرت کے وابستگان مریدین وخلفا سے رابطے شروع کئے۔چوں کہ حضرت کا دائرۂ ارادت خاصا وسیع تھا،اس لیے اندازہ نہیں تھا کہ آپ نے کس کو خط لکھا،یا کسی نے آپ کو خط لکھا۔بس جو بھی وابستگان نگاہ میں تھے میں نے ان سے اس سلسلے میں رابطہ شروع کیا اور انہیں اس کام کی اہمیت کا اندازہ بتاتا رہا۔

کچھ وقت ایسے ہی گزرگیا مگر میں نے ہمت نہیں ہاری۔جس طرح صحرا کا پیاسا بیابان میں پانی کی تلاش میں چاروں طرف دوڑتا پھرتا ہے بالکل اسی طرح میں بھی انجان صحرا میں مکتوبات کی تلاش میں دوڑا پھرتا رہا کہ کہیں سے کچھ میسر ہوجائے اس درمیان میں نے اڑیسہ سے لیکر چھتیس گڑھ کے مختلف علاقوں،افراد تک پہنچ کر حضور امین شریعت کے مکتوبات کی تلاش جاری رکھی۔اس درمیان حضرت مفتی عابد حسین مصباحی،مولانا ذاکر حسین وغیرہما سے ملاقات ہوئی اور ان حضرات نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے پاس محفوظ خطوط فقیر کو سپرد کئے اور اپنی علم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے فقیر کے ساتھ علمی تعاون فرما کر جہاں اپنی علم دوستی کا مظاہرہ کیا وہیں حضور امین شریعت کی نسبت وابستگی کا حق بھی ادا کیا۔

ان خطوط کی دستیابی سے مزید حوصلہ ملا اور فقیر نے اپنے کام کو مزید تیز کیا۔اس درمیان حضرت کے دیگر مریدین وخلفا سے بھی رابطے ہوئے انہیں میں سے چند افراد کے

پاس حضرت کے کئی خطوط دستیاب ہوئے۔ان افراد میں علما کے ساتھ طبقہ عوام میں سے بھی کچھ افراد شامل ہیں۔ان سبھی افراد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ فقیر کے ساتھ تعاون بھی کیا اور اپنی نسبت کا حق بھی ادا کیا۔

آہستہ آہستہ خطوط کی تعداد بڑھتی گئی اور یہ تعداد تقریباً ۶۴؍ تک پہنچ گئی۔ان خطوط کی حصول یابی کے بعد ان خطوط کی کمپوزنگ شروع کی۔قدیم خطوط کی کمپوزنگ بھی ایک مسئلہ ہوتی ہے لیکن بفضل ربی یہ مرحلہ بھی بخیر و عافیت مکمل ہو گیا۔

ان خطوط کے ساتھ فقیر نے کوشش کی ہے کہ جن افراد کو خط لکھے گیے ہیں یا جنہوں نے حضور امین شریعت کو خط لکھا ہے، ان کا تعارف بھی شامل کتاب کر دیا ہے تا کہ حضور امین شریعت کی حیات کا یہ باب بھی مکمل طور پر محفوظ ہو جائے۔حالانکہ سبھی افراد کا تعارف تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا مگر جو بھی ہو سکا اسے شامل کتاب کر لیا۔خوب سے خوب تر کی تلاش جاری ہے ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں مزید اضافہ کا امکان رہے گا۔قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس مجموعہ کو بنظر غائر دیکھیں اور کہیں کوئی خامی یا نقص پائیں تو ازرہِ شفقت فون یا میسیج کے ذریعے اطلاع فرمائیں تا کہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب نگاری کی تعریف:

ہم کسی انسان سے بات کرنے کے خواہاں ہوں مگر وہ شخص سامنے موجود نہ ہوتو اپنی قلبی واردات وخیالات اسے لکھ کر بھیجنا مکتوب نگاری کہلاتا ہے۔
ہم ایک شخص سے کوئی بات کہنا چاہیں اور وہ ہمارے سامنے موجود نہ ہوتو اپنی بات اور گفتگو اُسے لکھ بھیجنا مکتوب نگاری کہلائے گا۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

"خط دلی خیالات وجذبات کا روزنامچہ اور اسرارِ حیات کا صحیفہ ہے۔"

مکتوب نگاری یا خطوط نویسی ترسیل وابلاغ کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے اور اس کی ابتدا ما قبل تاریخ بتائی جاتی ہے۔ تحریر کا ایک معنیٰ خط بھی کیا جاتا ہے کیوں کہ کسی زمانے میں خط کو ہی تحریر کہا جاتا تھا حالانکہ اب اس کے معنیٰ میں قدرے وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ یعنی یہ ایسی تحریر تھی جو اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لیے کسی دوسرے فرد کو بھیجی گئی ہو۔

گفتگو اور تحریر میں ترسیل وابلاغ کے لحاظ سے بڑا فرق ہوتا ہے۔ گفتگو میں بولنے والا، آواز، لب ولہجہ، انداز وبیان، حرکات وسکنات اور چشم وابرو کے اشاروں سے اپنی بات کو مؤثر بناتا ہے جبکہ خط عموماً یہ تاثر نہیں پیدا کرسکتا۔ لیکن جس شخص کو زبان وبیان پر قدرت ہو وہ اپنے الفاظ وتراکیب اور مثال محاورے کے ذریعے خط کو اثر آفریں بنانے کی کوشش کرتا ہے اور کامیاب بھی رہتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مکتوب نگاری ادب کی

قدیم صنف ہے مگر یہ ادبی شان اور مقام و مرتبہ کی حامل کب ہوتی ہے۔اس بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا خیال ہے: ”خطوط نگاری خود ادب نہیں مگر جب اس کو خاص ماحول خاص مزاج، خاص استعداد ایک خاص گھڑی اور خاص ساعت میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔“

قران میں مکتوب نگاری کا بیان:

مکتوب نگاری کی روایت کا علم قرآن عظیم سے بھی ہوتا ہے،جس کا مفصل بیان سورۂ نمل میں کیا گیا ہے۔جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد پرندے کی زبانی ایک ملکہ کے ملک کے حالات اور شمش پرستی کی خبر سن کر ملکہ بلقیس کو ایک مکتوب تحریر فرمایا۔جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ہے:

اِذۡهَبۡ بِّكِتٰبِیۡ هٰذَا فَاَلۡقِهۡ اِلَیۡهِمۡ ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَانۡظُرۡ مَا ذَا یَرۡجِعُوۡنَ۔

﴿سورہ نمل: آیت ۲۸﴾

میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں (ف ٤٤)

چنانچہ ہدہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا ہدہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر۔(خزائن العرفان)

جب ہدہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب اس ملکہ تک پہنچا دیا تو اس ملکہ نے اپنے وزرا سے مشورہ کیا اور اس خط کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

قَالَتۡ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَؤُا اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیۡمٌ ﴿سورہ نمل: آیت ۲۹﴾

وہ عورت بولی اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔

حضرت صدر الافاضل اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس نے اس خط کو عزت والا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس سے اس نے جانا کہ کتاب کا بھیجنے والا جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس لئے کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالی کے نام پاک سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے چنانچہ کہا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے

نہایت مہربان رحم والا،

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل رقم طراز ہیں:

''اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیونکہ بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کرلیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوا اس کے کہ ہم ان کے دین کا اتباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عنبر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے، ہدہد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے

گردسونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنادی جائے اور بروبحر کے خوبصورت جانوراور جنات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔"

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عہد سلیمانی میں بھی مکتوب نگاری کی روایت واہمیت مسلم تھی اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجودیکہ کسی بھی قاصد کو بھیج سکتے تھے مگر قاصد نہ بھیج کر مکتوب روانہ کیا۔ کیوں کہ کئی مرتبہ قاصد سے کہیں بہتر مکتوب ہوا کرتا ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات سے جہاں ہمیں مکتوب نگاری کی روایت کا پتا چلتا ہے وہیں ہمیں مکتوب نگاری کے اسلوب وبیان پر بھی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ تو محض ایک مثال ہے ورنہ اگر کتب تاریخ وسیر کھنگالی جائیں تو مکتوب نگاری کی بہت ساری مثالیں نظر آئیں گی۔ خود آقائے کریم ﷺ نے بادشاہوں اور مختلف افراد کو دعوت حق پر مبنی خطوط لکھ کر روانہ فرمائے ہیں جن کا تاریخ اسلام میں بڑا نمایاں مقام ہے۔

سیرت مصطفیٰ اور مکتوب نگاری:

آقائے کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی عام عادت کے برخلاف حضور ﷺ نے مختلف بادشاہوں، امراء اور حکمرانوں کو خطوط تحریر فرمائے۔ آپ ﷺ کے خطوط تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ جس وقت نبی اکرم ﷺ صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مختلف ممالک کے حکمرانوں اور امراء کو خطوط تحریر فرمائے جن میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ یہ دور ۶ رہجری کا تھا۔ آپ ﷺ کے خطوط میں مقوقس شاہ مصر کے نام، شاہ فارس کسریٰ خسرو پرویز کے نام، قیصر روم کے نام، منذر بن ساوی کے نام، ہودہ بن علی یمامہ کے نام، حاکم بن ابی شمر غسانی (حاکم دمشق) کے نام، شاہ عمان کے نام خطوط اوران

کے مندرجات مختلف سیرت اوراحادیث کی کتب میں موجودہیں۔

آپ ﷺ کے خطوط کئی طرح کے ہیں ۔خطوط لکھنے کا یہ سلسلہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دورمیں بھی پایا جاتا ہے۔خلیفۂ دوم سیدنا عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورمبارک میں مکتوب نگاری کارواج جب زیادہ بڑھ گیا تھاتبھی مکتوبات پراسلامی سن لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔کیوں کہ اب تک مکتوب نگاری بہت عام نہیں تھی اس لئے خطوط پرتاریخ وغیرہ لکھنے کا مزاج توتھالیکن سال وغیرہ نہیں لکھاجاتا تھا جب خطوط کی کثرت ہوئی تو ایک ہی تاریخ کے ایک سے زائد خطوط میں اشتباہ ہونے لگاجس کی بناپرسن اسلامی کی طرف اذہان متوجہ ہوئے اورپھراس کے بعدہی سن ہجری کا تعین وآغاز ہوا۔

سندھ میں کافروں کے ذریعے گرفتارہونے والی ایک مسلم دوشیزہ کاحجاج بن یوسف کوخون سے لکھا گیاخط تاریخ میں مشہورومعروف ہے اسی ایک مکتوب کی بدولت سرزمین ہندوستان کودولت اسلام نصیب ہوئی اوراس زمین کوغازیان اسلام کی قدم بوسی نصیب ہوئی۔

اس کے علاوہ حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط،شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اوراسی طرح دیگرعلمائے دین،صوفیائے کرام کے مکتوبات بھی تاریخ میں زندہ وجاویدہیں۔مولاناجامی کے مکتوبات ’’رقعات جامی‘‘ کے عنوان سے ہیں۔ادب میں مشاہیر کے مکاتیب کااعلیٰ مقام ہے۔

اردوزبان کی اگربات کی جائےتواردومیں خطوط نویسی کی ایک روشن تاریخ ہے اوراردومیں خطوط نویسی کی روایت اتنی قدیم ہے کہ آج مکتوب نگاری بذات خودایک

صنف ادب کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔جس کی سب سے بڑی مثال غالب کے خطوط ہیں۔حالانکہ ابو الکلام آزاد بھی مکتوب نگاری میں ایک طرز خاص کے موجد ہیں۔ مولانا آزاد کے خطوط کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں غبار خاطر" مکاتیب ابولکلام آزاد"، "نقش آزاد"، "تبرکات آزاد" اور" کاروانِ خیال" قابل ذکر ہیں۔لیکن ان میں سب سے زیادہ شہرت "غبارخاطر" کے حصے میں آئی۔آج بھی غبارخاطر کا تذکرہ ادبی محفلوں میں بڑی قدر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

خطوط کے اقسام:

خطوط لکھنے والے مختلف ذہن وطبیعت کے افراد ہوتے ہیں نیز خطوط مختلف مواقع اور مختلف موضوعات کے تحت لکھے جاتے ہیں اسی لئے خطوط کی کئی قسمیں بن جاتی ہیں۔کچھ خطوط ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں، کچھ سیاسی، دفتری، کاروباری، علمی، معلوماتی اور کچھ محض اطلاعاتی ہوا کرتے ہیں۔

ذاتی خط دو آدمیوں کے درمیان آپسی معاملہ، ضرورت یا مقصد کے لیے لکھے جاتے ہیں اوران خطوں میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ان کی کیفیت راست گفتگو کی ہوتی ہے جہاں کسی طرح کا کوئی تکلف یا مسجع مقفی الفاظ وتراکیب کا استعمال نہیں ہوتا بلکہ سادگی و پُرکاری کے ساتھ اپنی بات کہی جاتی ہے۔عموماً اس طرح کے خطوط اشاعت کے لیے نہیں ہوتے۔کبھی کبھی ان خطوط میں عالمانہ اور خطیبانہ انداز بھی آجاتا ہے۔مثال کے طور پر ابوالکلام آزاد کے خطوط، جہاں بعض مقامات پرخطیبانہ انداز نظر آتا ہے۔

کچھ کے نزدیک اچھا خط وہی ہوگا جو کسی خاص مقصد یا پیغام کی ترجمانی کرے۔مکتوب نگار کے جذبات کا مظہر بھی خط ہی ہوتے ہیں۔ اس سے خطوط میں انسانی عناصر کی

شمولیت ادب کی عام صفتوں کے مقابلے میں زیادہ حقیقی اور جیتی جاگتی سطح پر نظر آتی ہے اور ہم خط کو خودنوشت سوانح کے طور پر بھی پڑھتے ہیں۔

اردو مکاتیب پر شروع میں فارسی کا رنگ غالب رہا۔''اعجاز خسروی''میں امیر خسرو نے جن ہدایات کی نشان دہی کی تھی فارسی مکتوب نگاری انھیں خطوط پر چلتی رہی۔ ابو الفضل نے اپنے خطوں میں مشکل اور پیچیدہ طریقہ تحریر اپنایا۔ اس کے خطوط سرکاری معاملات سے متعلق اور کاروباری انداز کے تھے۔ انھیں سہل ہونا چاہیے تھا لیکن وہ دقیق ہیں اور اُن کا مطالعہ معمولی پڑھے لکھے کے بس کی بات نہیں۔ القاب وآداب کی طوالت، مشکل الفاظ کا استعمال فارسی خطوط کی عام خصوصیات تھیں۔ اردو خطوط میں بھی یہی طرز رواج پا گئی۔

غالب نے اس روایت سے روگردانی کی اور خط لکھنے کا ایک نیا انداز اپنایا۔ یعنی تحریر میں بات چیت کا ڈھنگ پیدا کیا۔ انھوں نے اپنی زندگی کی الجھنوں کو من وعن مکتوب الیہ کے سامنے رکھا۔ علمی مباحث اٹھائے، اپنے آپ پر بھی تنقید کی اور دوسروں کو بھی تمسخر کا نشانہ بنایا۔ القاب وآداب کا انداز یا تو بالکل سیدھا سادہ رکھا یا سرے سے اڑا دیا۔ غالب کے خطوط نے مکتوب نگاری کو ایک نیا اعتبار بخشا۔ واجد علی شاہ اختر کے خطوط میں بھی گفتگو کا یہی طور اپنایا گیا ہے لیکن ان کی نثر پھیکی ہے۔ سرسید احمد خاں نے بھی اردو میں خطوط لکھے۔ ان کے مقاصد کی نوعیت جداگانہ تھی۔ وہ تکلف اور بے مقصد عبارت آرائی سے گریز اور کم سے کم لفظوں میں اپنا مقصود مدعا بیان کر دیتے تھے۔ ان کے رسالے ''تہذیب الاخلاق'' اور ان کے خطوط نے بھی نثر کے اسلوب کو بدلنے میں بڑا کام کیا ہے۔ خصوصاً زبان کو سادہ اور مضمون کو جامع بنانے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ان

کے رفقا محسن الملک اور وقار الملک بھی انھی کے نقش قدم پر چلے۔ البتہ حالی اور شبلی کا طرز تحریر بدلا ہوا ہے۔ حالی کی سادگی اور پُرکاری، شبلی کے اسلوب کی تازگی، ندرت اور ایجاز اور بات کو کھل کر نہ کہنے کا انداز منفرد ہے۔ مہدی افادی شبلی کی تحریر کے شائق ہونے کے باوجود خطوط میں اپنا انفرادی اسلوب رکھتے ہیں۔ اردو کے دوسرے بڑے مکتوب نگاروں میں اکبر الہ آبادی، داغ دہلوی، امیر مینائی، ریاض خیر آبادی، سیدنا صر علی اور شوق قدوائی ہیں۔

اکبر الہ آبادی کے خطوط مختصر اور دلچسپ ہوتے ہیں اور ان کے اشعار کی طرح یہ بھی طنز و مزاح کا پہلو لیے ہوتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے اپنے خطوں میں کبھی اپنے اشعار استعمال نہیں کیے۔ جدید دور میں جن مکتوب نگاروں نے شہرت پائی، ان میں نیاز فتح پوری، عبدالماجد دریا آبادی، رشید احمد صدیقی، مجنوں گورکھپوری، شاد عظیم آبادی، ابو الکلام آزاد اور مولوی عبدالحق ہیں۔ نیاز فتح پوری نے برجستہ، بے تکلف اور بے مقصد خط لکھے مگر وہ بھی ادب لطیف یا انشائیہ کا نمونہ ہیں۔

دوسروں کے یہاں عالمانہ اور ادیبانہ شان پیدا کرنے کی شعوری کوشش ملتی ہے۔ ابوالکلام آزاد کے خطوط ''غبار خاطر'' کے نام سے شائع ہوئے۔ ان کے مخاطب صدیق مکرم (صدر یار جنگ شیروانی) ہیں۔ ان خطوں کا اسلوب الہلال اور البلاغ کے اسلوب سے زیادہ واضح ہے اور ان میں ابوالکلام آزاد کی شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے۔ تحریر نہایت شگفتہ مگر قدرے تصنع آمیز ہے۔

مولوی عبدالحق نے اپنی زندگی میں کم و بیش ایک لاکھ خطوط لکھے ہونگے۔ زبان کی سادگی اور ادائے مطلب کی بے تکلف کوشش ان کے خطوط کی خصوصیت ہے۔ جن

خطوں میں مدعا نگاری اور کاروباری انداز ہوتا ہے وہ بھی ادبی شان رکھتے ہیں۔ بعض خطوط سادگی میں روزمرہ تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ وصف ان کی قدرت بیان کا مظہر ہے۔

اقبال اپنے خطوط میں علمی مسائل کو فطری انداز میں روانی کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ سیاسی مسائل اور مباحث پر بھی سیدھے سادے انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ عبارت میں کہیں تکلف نظر نہیں آتا۔

مولانا محمد علی جوہر بھی اچھے مکتوب نگار تھے۔ وہ ہر بات کو ذرا تفصیل سے بیان کرنے کے عادی تھے تاکہ بات مکتوب الیہ کے ذہن نشیں ہو جائے۔

عبدالرحمٰن چغتائی نے غالبؔ کی مکتوب نگاری کو غالبؔ کی شاعری سے کہیں اعلیٰ درجہ کی تخلیق قرار دیا ہے۔ بقول غالبؔ ؎

دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر

کوئی پیغامِ زبانی اور ہے

مکتوب نگاری کی روایت: ایک جائزہ

پروفیسر انیس الحق قمر لکھتے ہیں:

''خط (مکتوب) کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود تحریر کی تاریخ۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ چار ہزار برس قبل چین میں پہلا خط لکھا گیا لیکن یہ محض ایک مفروضہ ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ البتہ ۱۸۸۷ء میں عراق کے ایک مقام Tel Alsamarna میں ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی کی تو اس مقام پر ۳۰۰ کے قریب مٹی کی تختیاں دریافت ہوئیں۔ ان تحریروں کو کافی تحقیق کے بعد ماہرین نے خطوط قرار دیا جو فراعنۂ مصر کے نام لکھے گئے تھے۔ ان خطوط کا زمانۂ تحریر تین ہزار سال قبل کا ہے جو سریانی

زبان میں لکھے گئے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں ایک خط کا ذکر ملتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباء (ملک یمن) کے نام لکھا تھا۔''

یہی وجہ رہی کہ ہر دور میں اہل علم و دانش اور مشائخین و مبلغین نے خطوط نگاری کی روایت کو برقرار رکھا۔ ساتھ ہی یہ بات بھی مسلم ہے کہ ان کے محبین و معتقدین نے ان خطوط کی حفاظت کا بندوبست کر کے اگلی نسلوں تک ترسیل کا انتظام کیا، تا کہ جو لوگ ان کی محفلوں کی حاضری نہ پاسکے وہ ان کے خطوط کو پڑھ کر حاضر باشی کا لطف اٹھا سکیں۔

ہندوستان میں مختلف صوفیائے کرام نے اپنی خانقاہوں سے اس عہد کی رائج زبان فارسی میں بے شمار خطوط تحریر کئے۔ فارسی میں لکھے گئے خطوط کے مجموعوں میں یہ کتابیں نمایاں ہیں:

مکتوبات صدی، مکتوبات دو صدی ۔ یہ دونوں کتابیں مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو سو خطوط کا مجموعہ ہے۔

مکتوبات مجدد الف ثانی: شیخ فاروق احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ جن میں پہلی جلد میں مجاہدین بدر کی نسبت سے ۳۱۳ رخطوط، دوسری جلد میں اللہ تعالیٰ کے ۹۹ر اسمائے حسنیٰ کی مناسبت سے ۹۹ خطوط، جبکہ تیسری جلد میں قرآن کریم کی ۱۱۴ رسورتوں کی مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے ۱۱۴ خطوط پر مشتمل ہے۔

مکتوبات شاہ ولی اللہ: یہ مجموعہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ۳۵۸ر خطوط پر مشتمل ہے جو دو جلدوں میں شائع ہوئے۔

اکبر کے نو رتنوں میں ابوالفضل کے مکتوبات اتنے اہم تھے کہ مختلف نصابوں میں شامل

رہے ہیں۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں تو ہندوستان میں فن خطوط نگاری پر کتابیں بھی لکھی گئیں۔ جن میں ''منیر لاہوری'' کی ''انشائے منیری'' چندر بھان برہمن کی ''چہار چمن'' اور منشات برہمن اور مادھوراؤ کی انشاء مادھوراؤ ان تینوں کو ملا کر 'انشات و منشات'' کہتے ہیں۔

فارسی کے بعد جب اردو زبان کو عروج وارتقا ملا اور اسی زبان میں اہل علم وقلم نے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے تو پھر یہی زبان خیر خیریت معلوم کرنے اور ایک دوسرے کے سکھ دکھ کو جاننے کا ذریعہ بن گئی۔ اس طرح اسی زبان میں مکتوب نگاری بھی شروع ہوئی، پروفیسر انیس الحق قمر لکھتے ہیں:

''جہاں تک اردو کا تعلق ہے، اردو میں مکتوب نگاری کا رواج فورٹ ولیم کالج کے قیام سے بھی بہت پہلے سے تھا۔ عام طور پر رجب علی بیگ سرور اور غلام غوث بے خبر کو اردو کا پہلا مکتوب نگار کہا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر لطیف اعظمی نے اپنے مقالے ''اردو مکتوب نگاری'' میں بعد از تحقیق یہ بات ثابت کی ہے کہ کرناٹک میں ارکاٹ کے نواب والا جاہ کے چھوٹے بیٹے حسام الملک بہادر نے اپنی بڑی بھابھی نواب بیگم کے نام ۶/دسمبر ۱۸۲۲ء کو خط لکھا تھا۔ ڈاکٹر لطیف اعظمی کی تحقیق کے مطابق یہ اردو کا پہلا خط ہے۔ گیان چند جین اور عنوان چشتی نے بھی اس تحقیق کی تائید کی ہے۔

خلیق انجم نے اپنے مضمون ''غالب اور شاہانِ تیموریہ'' میں جان طپش (۱۸۱۴ء) اور راسخ عظیم آبادی (۱۸۲۲ء) دونوں کی باہمی مراسلت کا تذکرہ کیا ہے اور دونوں کے خطوط دریافت بھی ہوئے ہیں یعنی ظاہر ہے یہ خطوط ۱۸۱۴ء سے پہلے کے ہیں تو ان کی قدامت ثابت ہوجاتی ہے۔ پروفیسر ثریا حسین کی تحقیقی تصنیف ''گارساں دتاسی

اردو خدمات اور علمی کارنامے‘‘ میں انہوں نے دتاسی کی کتاب ’’ضمیمۂ ہندوستانی کی مبادیات‘‘ کا تعارف کروایا۔اس میں گارساں دتاسی نے اردو کے ۱۸ر خطوط شامل کئے ہیں جو ہندوستان کے مختلف علاقوں سے لکھے گئے۔اس میں قدیم ترین خط جنوری ۱۸۱۰ء کا ہے۔مکتوب نگار افتخار الدین علی خان شہرت (جو کبھی فورٹ ولیم کالج میں ملازم تھے) ہیں جبکہ مکتوب الیہ کوئی منشی ہے۔علاوہ ازیں حیدر آبادی شاعر شیر محمد خان ایمان کی کلیات ۱۸۰۶ء میں شائع ہوئی جس میں ایک منظوم خط ہے جو کسی نثری مکتوب کے جواب میں ہے۔مزید یہ کہ ایمانؔ سے بھی بہت پہلے یعنی ۱۷۶۱ء میں حیدر آباد کے دو منصب دار مرزا یار علی بیگ اور میر ابراہیم جیوان دونوں کے ایک دوسرے کے نام منظوم خطوط دریافت ہوئے ہیں جو ۱۷۶۱ء میں لکھے گئے۔ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کے کتب خانے میں یہ خطوط محفوظ ہیں۔‘‘

اردو مکتوبات نگاری میں غالب کی مکتوب نگاری کو کافی شہرت حاصل ہوئی حالانکہ غالب سے پہلے ۱۸۸۶ء میں مرزا رجب علی بیگ سرور نے ’’انشائے سرور‘‘ کے نام سے مجموعۂ مکاتیب شائع کیا ہے۔ان خطوط کی عبارت بھی فسانہ عجائب ہی کی طرح ہے۔بعد ازاں خواجہ غلام غوث بے خبر کے دو مجموعہ مکاتیب ’’فغان بے خبر‘‘ اور ’’انشائے بے خبر‘‘ شائع ہوئے۔سرور، غالب اور بے خبر یہ تینوں ہی ہم عصر تھے۔بے خبر کے بعض خطوط سرور کی طرح مسجع اور مقفیٰ ہوتے تھے اور بعض غالب کی طرح انتہائی سادہ۔اسی لئے بعض لوگ سادہ مکتوب نگاری کے معاملے میں بے خبر کو غالب کے بجائے اولیت دیتے ہیں۔غالب اردو کے سب سے بڑے مکتوب نگاری کے معاملے میں بے خبر کو غالب کے بجائے اولیت دیتے ہیں۔غالب اردو کے سب سے بڑے مکتوب نگار ہیں۔

انہوں نے خط کو آدھی ملاقات قرار دیا اور مراسلے کو مکالمہ بنا دیا، وہ شاعری میں جس قدر مشکل پسند تھے مکتوب میں اتنے ہی سادہ اور سہل نگار تھے۔ ان کے بے شمار خطوط دستیاب ہوئے ہیں اور کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ ''عودِ ہندی''، ''اردوئے معلیٰ''، ''مکاتیب غالب''، ''مہر غالب'' وغیرہ وغیرہ۔

لیکن غالب و دیگر ادبا کے خطوط کا ایک مخصوص پس منظر ہے جس سے آپ ان کے عہد کی تاریخ، حالات و واقعات کا اندازہ ہی کر سکتے ہیں۔ ہاں علما و مشائخ کے خطوط میں ان کے عہد کی تاریخ کے ساتھ اصلاح خلق تبلیغ دین اور دین فہمی کا جذبہ بھی ملتا ہے۔ مذہبی دنیا میں اردو مکتوب نگاری کے باب میں حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کی مکتوب نگاری کے بغیر یہ داستان ادھوری ہے آپ کے مکاتیب کے کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں:

کلیات مکاتیب رضا: اس مجموعے میں مرتب ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے ۳۱۳؍ سے زائد خطوط جمع فرمائے ہیں۔

خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا: اس مجموعے میں اعلیٰ حضرت کے ۶۰۰ سے زائد خطوط شامل کتاب ہیں جو بلا شبہ ایک بڑی تعداد ہے۔

خط جواب خط: اس مجموعے میں ۱۹۰ خطوط شامل ہیں۔ ان تینوں ہی مجموعوں کی ترتیب و تدوین ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب نے کی ہے اس اہم علمی سرمایہ کے لئے ادبی و مذہبی دنیا ان کی احسان مندر ہے گی۔

مکتوبات امین شریعت

اس مجموعۂ مکاتیب میں کل ۴۶ خطوط شامل ہیں۔قدرے تفصیل پیش ہے:

ایک خط حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ہے جو آپ کے نام لکھا گیا ہے۔

جانشین امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے نام ۶/ خطوط لکھے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم جمشید پور کے نام ۶/خطوط۔

فقیہ اعظم علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری علیہ الرحمہ کے نام دو خط۔

اس کے علاوہ کئی خطوط آپ نے اپنے کئی مریدین اور دیگر افراد کو لکھے ہیں جن کی اپنی ایک اہمیت وافادیت ہے۔ یہ سارے خطوط مختلف اسباب و وجوہات کے تحت لکھے گیے ہیں۔ ہر خط میں آپ نے سامنے والے کی حیثیت عرفی اور اپنے ساتھ تعلق کا برابر لحاظ رکھا ہے، مثلاً جب آپ فقیہ اعظم علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری علیہ الرحمہ کو خط لکھتے ہیں تو انداز ایک متواضع اور فکر مند بیٹے کی طرح ہوتا ہے کیوں کہ آپ فقیہ اعظم کے فرزند نسبتی ہونے کا شرف رکھتے تھے اس لیے خط میں بھی اس رشتے کا لحاظ صاف طور پر نظر آتا تھا، ایک خط میں آپ لکھتے ہیں:

''گزشتہ جمعہ کو شفقت نامہ موصول ہو کر منکشف احوال و باعث مسرت ہوا۔ جب کہ حضور کی خیریت نہ ملنے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اور شنبہ کو روانگی کا پروگرام بھی بن گیا تھا۔ خط ملنے سے اطمینان ہو گیا اس لئے سفر فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔ عزیزہ راشدہ سلمہا کی اچانک کئی روز سے طبیعت خراب ہو گئی ہے، بہت کمزور ہو گئی ہے اگر

اسے جلد صحت ہوگئی اور کوئی مانع بھی پیش نہ آیا تو حسب الحکم ان شاء المولیٰ الکریم ۱۵۔۱۶ رجب تک ان لوگوں کو لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔''

''شفقت نامہ'' ایسا لفظ ہے جو عموماً والد کے مرتبے کے افراد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لفظ کو دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرسل الیہ کوئی محترم و معظم شخص ہے جو والد کی طرح شفیق ہے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ آپ فقیہ اعظم کی خبر نہ ملنے کے باعث سخت پریشان تھے اور خبر جاننے کے لیے ناگپور کے لیے پا بہ رکاب تھے۔ خبر نہ ملنے کے باعث ذہنی طور پر پریشان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کو والد کے ہی درجے میں سمجھتے تھے اسی لیے ان کی خبر نہ ملنے پر فطری طور پر پریشان ہو گیے۔ ایک سعادت مند انسان کے لیے اس کے بیوی کے ماں باپ بھی اس کے اصلی ماں باپ کی مانند قابل احترام ہوتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے سسرالی رشتوں کی اہمیت اس انداز میں بیان فرمایا ہے:

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسباً وصِھراً۔

اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی اور پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی۔ (پارہ: ۱۹، سورہ فرقان: آیت 54)

جس سسرالی رشتے کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے خاندانی رشتے کے ساتھ بیان کر کے اس کی اہمیت بیان کی ایک بندۂ مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحکم ربی ان رشتوں کے حقوق بھی ادا کرے تا کہ فرمان ربی پر عمل ہو سکے۔ حضور امین شریعت کا یہی وہ جذبۂ شریعت تھا کہ آپ حضور فقیہ اعظم کے لیے اسی طرح فکر مند تھے جس طرح ایک سعادت مند بیٹا ہوا کرتا ہے۔ آپ کے اس خط میں جہاں آداب خطوط نگاری کا علم ہوتا ہے وہیں آپ کے

جذبۂ فرزندی کے اسلامی نظریے پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

حضور امین شریعت کو تصنیف و تالیف سے بھی بڑا لگاؤ تھا اور اس سلسلے میں آپ نہایت عمدگی کے ساتھ کتابت وطباعت کا اہتمام فرماتے تھے، کبھی ایسا ہوتا کہ آپ سفر کی بنیاد پر کسی کتاب پر توجہ نہیں دے پاتے تو اپنے برادر صغیر صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کو کام سپرد فرما دیتے۔ حضرت صدر العلما اپنے برادر اکبر کے مزاج سے واقف تھے اس لیے اس دل جمعی اور حسن پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کام کراتے جیسا حضور امین شریعت کا معمول تھا، اپنے ایک خط میں حضرت صدر العلما اپنے برادر اکبر کو لکھتے ہیں:

''تین چار دن متواتر دوڑ بھاگ کر کے کل پوسٹر اور جنتری روانہ کرا سکا۔ کتابت وطباعت کا معیار یہاں بہت گر گیا ہے۔ اشہر صاحب پرانے ہیں مگر اب ان کی بھی کتابت میں وہ بات نہ رہی جیسا کہ آپ خود دیکھ لیں گے، بہر حال میں نے تصحیح اور سنگ سازی اپنی نگرانی میں کرائی تب اس معیار کا کام ہوا اگر ان پر چھوڑ دیتا تو نہ معلوم کیا کرتے البتہ خرچہ جیسا کہ پچھلے خط میں لکھا ہے، بہت بڑھ گیا ہے۔''

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور امین شریعت کا طباعتی ذوق بھی نہایت ستھرا، قابل ستائش تھا۔ ورنہ آج کے وقت میں ناشرین کتب رواروی میں کام انجام دیتے ہیں نتیجتاً کام غیر معیاری ہوتا ہے اور سیکڑوں غلطیاں در آتی ہیں جو بعد میں آنے والوں کے لیے مستقل پریشانیاں بڑھاتی ہیں۔

۲۶/ اپریل ۱۹۷۹ء کو متحدہ بہار کے جمشید پور میں دل دہلا دینے والا فساد ہوا، جس میں بڑی تعداد میں مسلمانوں کے جان ومال کا ضیاع ہوا۔ حالت یہ تھی کہ

فسادیوں، دنگائیوں نے ایمبولینس تک میں آگ لگادی تھی جس میں کئی سارے مریض جل گیے تھے لیکن فسادیوں کو مریضوں کو آگ لگانے تک سے کوئی گریز نہیں تھا۔ ان دنگوں سے کچھ وقت پہلے آر ایس ایس کے کچھ لوگوں نے جمشید پور کا دورہ کیا تھا اور اشتعال انگیز بیان دیتے ہوئے ہندوؤں کو ابھارا کہ اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔ اس بیان کے بعد ہی شہر کی ہوا میں مسلم نفرت کا زہر گھل گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپس میں اٹھنے بیٹھنے والے لوگوں میں دشمنی کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور مسلمانوں کے جان ومال پر بے رحمانہ حملے شروع ہوگیے۔ مسلم منافرت کا عالم یہ تھا کہ کچھ لوگ جمشید پور ٹاٹا کے کارخانوں میں ساتھ کام کرنے والے اپنے دوستوں سے مدد مانگنے گیے تو ان ''قدیم دوستوں'' نے ہی مدد مانگنے آئے مسلم دوستوں کو بے رحمی سے قتل کرڈالا۔ انہیں سارے واقعات کی خبر دینے اور مسلمانوں کے امداد کے تئیں علامہ ارشدالقادری نے حضور امین شریعت کو خط لکھ کر اہم حادثات تحریر فرمائے، لکھتے ہیں:

''اخبارات کے ذریعے جمشید پور میں بہار ملٹری پولیس اور مسلح بلوائیوں کے ذریعے مسلمانوں کے قتل عام اوران کی لرزہ خیز تباہیوں کی تفصیل معلوم ہوگئی ہوگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بھارت کی تاریخ میں ایسا بھیانک تباہ کن اور قیامت خیز فساد آج تک نہیں ہوا جس کی تفصیل سننے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ یہ دو فرقوں کے درمیان تصادم نہیں بلکہ مسلم اقلیت کے خلاف ایک منظم منصوبہ بند لشکرکشی تھا۔ جس نے جمشید پور کے مسلمانوں کو معاشی اور اجتماعی زندگی میں وسائل کے اعتبار سے پچاس سال پیچھے دھکیل دیا۔ مسلمانوں کے متعدد محلے جمشید پور کے نقشے سے غائب ہوگئے۔ اب وہاں کھنڈرات

اور راکھ کا ڈھیر ہے۔‘‘

خط کے صرف اس ایک اقتباس سے اندازہ لگائیں کہ فساد کس قدر ہولناک اور خطرناک تھا۔حضور امین شریعت کو یہ خط لکھنے کی کئی اہم وجوہات ہوسکتی ہیں:

اولاً حضور امین شریعت ان پیران کرام میں سے نہیں تھے جن کے لیے مریدوں کی دنیا ہی مکمل دنیا ہوتی ہے،آپ حالات حاضرہ سے آگاہی رکھنے والے ایک بیدار مغز شیخ طریقت اور قومی ہمدردی رکھنے والے عالم دین تھے۔

ثانیاً: آپ ایک سخی مزاج اور قومی امداد کا مزاج رکھتے تھے اس لیے علامہ ارشد القادری نے آپ کو خط لکھ کر جہاں حالات سے آگاہی پیش کی وہیں آپ کو متاثرین کی امداد کے لیے گزارش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ان حالات میں دینی رشتے سے ان مسلمانان ہند کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنے مظلوم، نادار اور لٹے پٹے بھائیوں کی دل کھول کر مدد کریں۔نقصانات کی تلافی اور اپنے اجڑے ہوئے بھائیوں کو دوبارہ بسانے کے لئے مدرسہ فیض العلوم میں ایک ریلیف سنٹر قائم کر دیا گیا ہے۔لہٰذا اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے آپ کے دل میں ہمدردی کا کوئی جذبہ پیدا ہوا اور آپ ان کے لئے کچھ کر سکتے ہوں تو اٹھئے اور اپنے حلقائے اثر سے امدادی رقوم فراہم کیجئے۔‘‘

یہ خط جہاں علامہ ارشد القادری کی قومی ہمدردی اور غم خواری کا آئینہ ہے تو حضور امین شریعت کی سخاوت و انسانیت نوازی کا پتا بھی دیتا ہے۔

حضور امین شریعت جہاں ایک عالم دین، پیر طریقت تھے وہیں آپ علم طبابت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، باضابطہ علی گڈھ سے آپ نے علم طب میں مہارت حاصل کی تھی۔اس

لیے آپ جب کسی کو خط لکھتے اور معلوم ہوتا کہ صاحب معاملہ علیل ہیں تو آپ خط میں منجملہ دیگر باتوں کے کوئی نہ کوئی علاج و دوائی بھی تحریر فرما دیتے۔ ایک خط میں اپنے خسر محترم فقیہ اعظم علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری علیہ الرحمہ کو لکھتے ہیں:

’’دفع کمزوری کے لئے معجون جالینوس مولوی یا دواء المسک معتدل جواہر والی کا مسلسل استعمال مفید ہوگا مگر دواخانہ طبیہ کالج علی گڑھ کی تیار کردہ لی جائے اور تازہ اسٹاک میں سے لیں، رکھی ہوئی نہ ہوں۔ صبح و شام تین چار ماشہ پانی کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ یہ چوں کہ تقویت اعضاء کے لئے ہیں اس لئے نقصان کا اندیشہ نہیں دوسرے علاج کے ساتھ بھی انہیں جاری رکھا جا سکتا ہے۔‘‘

اسی طرح آپ کے ایک مرید جناب صدیق عالم رضوی کو آپ نے کچھ دوائیاں تجویز کی تھیں انہوں نے آپ کو خط لکھ کر عرض کیا:

’’ میں آپ سے راج گان پور میں ملا تھا اپنی بیماری کے متعلق آپ سے کہا تھا، آپ نے دوا بتائے تھے۔ معجون آردخرما اور معجون سپاری پاک کھانے کے لئے، میں دوا لے کر آپ کے کہنے کے مطابق بلا ناغہ کھا رہا ہوں۔ دوا سے تو فائدہ پہنچا لیکن ابھی کمر میں درد بہت رہتا ہے اور قبضیت بھی ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو یا نہیں اس لئے میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں مجھے دس بارہ سال سے دھات کی شکایت ہے۔ آپ کی دعا رہی تو ان شاء اللہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔‘‘

جب آپ کی خدمت میں یہ خط پہنچا تو آپ نے بلا تاخیر جوابی خط تحریر فرماتے ہوئے لکھا:

’’آپ کا خط ملا اگرچہ اس وقت مصروفیت بہت زیادہ ہے مگر پھر بھی بعجلت آپ کے خط ہی پر جواب لکھ رہا ہوں کمر کے درد کے لئے نیچے لکھا نسخہ بنا کر استعمال کریں خدا چاہے اسی

سے دھات کو بھی فائدہ ہوگا۔ اسگند (۵ تولہ) سونٹھ (۵ تولہ) بدھارا (۵ تولہ) ستاور (۵ تولہ) سنبھل کی موصلی (۵ تولہ) ان سب دواؤں کو کوٹ کر سفوف بنائیں، بار بار کوٹ کوٹ کر چھانتے جائیں، آخر میں سفوف کے برابر کچی شکر اس میں خوب ملا لیں اور برابر کی ۵۰ پڑیاں بنائیں ایک پڑیا روزانہ صبح کو گائے کے تازہ دودھ سے کھالیا کریں۔''

اس خط سے کئی چیزوں پر روشنی پڑتی ہے:

ایک تو یہ کہ آپ اپنے رابطوں میں آنے والوں کے حال چال پر توجہ رکھتے تھے اور بوقت ضرورت ان کے لیے دوائی تجویز فرماتے تھے۔

دوسرے یہ کہ عوام ہوں یا خواص آپ سبھی کو جوابی خط ارسال کرنے میں تاخیر کے عادی نہیں تھے بلکہ ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے جلد ہی جواب دیا کرتے تھے۔

تیسرے یہ کہ آپ نہایت شفقت کے ساتھ بہتر سے بہتر علاج تجویز فرماتے تھے اور اس سلسلے میں قطعاً بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔

حضور امین شریعت نے اپنے صاحبزادے اور اپنے جانشین حضرت علامہ سلمان رضا خاں قادری مدظلہ العالی (داماد تاج الشریعہ) کو بھی کئی خطوط لکھے ہیں، ان خطوط میں ایک ذمہ دار باپ کی شفقت، دردمند مربی، گھر کے سربراہ کی فکرمندی اور عوامی ذمہ داریوں کا احساس صاف طور پر جھلکتا ہے، ایک خط میں لکھتے ہیں:

''یکم ستمبر کو بنارس گیا تھا اور وہیں سے تین تاریخ کو امیر احمد نے فون ملا دیا تھا تو اچھی بی اور راشدہ سے بات ہوئی تھی دوسرے دن تم سے بات کرنی تھی تو فون نہ لگ سکا۔ تمہاری طبیعت کی فکر ہے جس ڈاکٹر کا پتا بتا کر آیا تھا اسے دکھایا یا نہیں، نہ دکھایا ہو تو اب دکھا دو مگر اس کا نام و پتہ اب میرے ذہن میں نہیں ہے رئیس بھائی سے معلوم کر لینا اگر تمہیں ہی یاد

نہ رہا ہو تو ان کے جو عزیز ہیں وہ اس ڈاکٹر سے علاج میں ہیں۔‘‘

گھر کا وہ سربراہ جو بغرض اصلاح قوم گھر سے دور ہو وہ کس فکرمندی کے ساتھ اپنے صاحبزادے کو طبیعت کا خیال رکھنے کو کہہ رہا ہے، فکرمندی ہے کہ نہایت تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ جلد ہی ڈاکٹر کو دکھاؤ۔

اسی خط میں ایک اور مقام پر آپ کی تربیت اور انداز مربی کی جھلک صاف نظر آتی ہے لکھتے ہیں:

’’ضروری بات یہ ہے کہ میں انشاء المولیٰ تعالیٰ آخر اکتوبر میں بریلی پہونچوں گا پیلی بھیت کے پروگرام کے بعد ۶ر نومبر کو جانا ہے سیہولی وغیرہ مقامات پر جہاں پہلے بھی جا چکے ہو۔ ابھی سے تیاری کرلو ۳۔ ۴ تقریریں ذہن نشیں کرلو، اس مرتبہ تقریر تمہیں کرنا ہی ہے پست ہمتی چھوڑو خدا کا نام لے کر شروع کروگے تو عادت پڑ جائے گی اس پروگرام میں ان لوگوں نے تمہیں بھی مدعو کیا ہے۔ ادھر واپسی پر یہاں میرے ساتھ آؤگے پھر وشاکھا پٹنم چلنا جہاں جانے کے لئے تم کہہ بھی رہے تھے، ادھر سے آنے پر خدا چاہے پھر گجرات جہاں سے دعوت نامہ آیا ہے اور انہیں نومبر آخر کی تاریخیں لکھ دی ہیں۔ بہرحال تیاری شروع کردو۔‘‘

ایک شفیق باپ وطن سے دور ہونے کے بعد بھی اپنے بیٹے کی تربیت سے غافل نہیں ہے بلکہ خط لکھ کر بیٹے کو جلسہ کی تیاری کا حکم دے رہا ہے تاکہ بیٹا عوام کی اصلاح وتبلیغ کے کام میں ماہر ہو جائے اور آنے والے وقت میں رشد وہدایت کا فریضہ انجام دینے میں کسی طرح کی دقت نہ آئے۔ آج کے وقت میں اس جذبہ کی بڑی ضرورت ہے۔ پیران کرام اپنے بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں کیوں کہ آج کل پیرزادے تربیت کی

جانب سے از حد غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔حضور امین شریعت کا یہ عمل موجودہ پیران کرام کے لیے مشعل راہ ہے۔

حضورامین شریعت کے خطوط کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ انتہائی ملن سار اور خلیق تھے۔رشتوں اور تعلقات کو شدت سے نبھانے میں یقین رکھتے تھے،ایک مقام پر آپ سے نسبت و تعلق رکھنے والے ایک محب کے والد کا انتقال ہو گیا، پورا گھرانہ آپ سے بے لوث محبت رکھتا تھا اس لیے آپ اپنے صاحبزادے کو خط لکھتے ہوئے کتنی شاندار بات تحریر فرماتے ہیں:

’’یہاں عابد کے والد محمد خان کا دس بارہ روز پہلے انتقال ہو گیا ہے، ان لوگوں کو خط لکھ دینا اور تمہاری امی لکھنا چاہیں تو وہ بھی ان کی بیوی کے نام لکھ دیں۔‘‘

خط کے اقتباس پر غور کریں کہ آپ اپنے صاحبزادے سے تاکید کرتے ہیں کہ متاثرین کے اہل خانہ کو خط لکھیں تاکہ حق تعزیت ادا ہو، ہمدردی کا عالم یہ ہے کہ آپ اپنی اہلیہ محترمہ سے متوفی کی اہلیہ کو بھی خط لکھوانے کو کہتے ہیں تاکہ رشتہ و تعلق کا حق بھی ادا ہو اور ان کے بے قرار دل کو اس ہمدردی سے قرار بھی آئے۔اندازہ لگائیں کہ آپ نے خود بھی متاثر کے اہل خانہ کو حاضر ہو کر تعزیت کی ہے لیکن نسبت و تعلق کی وجہ سے صاحبزادے اور اہلیہ سے بھی خط لکھواتے ہیں تاکہ حق نسبت بھی ادا ہو اور صاحب خانہ کی تسلی کا سامان بھی ہو۔

حضور امین شریعت وقت کی قدر و قیمت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔فارغ بیٹھنا گویا آپ نے سیکھا ہی نہیں تھا، بہت عام اور خالی وقت میں بھی آپ کوئی نہ کوئی کام کر ہی لیتے تھے تاکہ فارغ وقت کا بھی کچھ نہ کچھ استعمال ہو ہی جائے۔ایسی ہی ایک مثال آپ کے مکتوبات کے مطالعہ سے بھی پتا لگتی ہے،ایک موقع پر ٹرین سے سفر کرتے ہوئے آپ کی

گاڑی کسی مال گاڑی کے حادثہ کی وجہ سے لیٹ ہوگئی۔عموماً گاڑیاں لیٹ ہوجائیں تو لوگ خوش گپیوں میں،کھانے پینے اورگھومنے پھرنے میں گزارجاتے ہیں لیکن حضورامین شریعت نے اس وقت کا استعمال کرتے ہوئے کئی افراد کو خط لکھ ڈالے ہیں، لکھتے ہیں:

''تین روز جمشید پور ٹاٹا رہ کرکل چوتھے دن ساڑھے تین بجے دن وہاں سے روانگی عمل میں آئی ،ٹاٹا سے یعقوب کو رائے پور بھیج دیا اور وہاں سے قاری عبدالرحمن صاحب رفیق سفرہیں جو ہمراہ ہیں۔ٹٹلا گڑھ جنکشن جواڑیسہ میں ہے، یہاں تین بجے رات سے گاڑی رکی ہوئی ہے اس وقت ساڑھے آٹھ بجے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی لائن پر آگے کہیں مال گاڑی کے ڈبے الٹ گئے ہیں جس کی وجہ سے گاڑی آگے نہیں جاسکتی ۴رگھنٹے لائن صاف ہونے میں لگیں گے مگر ۵رگھنٹے سے زائد وقت گذر چکا ہے دیکھواور کتنی دیر لگتی ہے۔خیال آیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا لیا جائے اور خطوط جوابات لکھے جائیں لہذا پہلا خط تمہیں کولکھ رہا ہوں جب کہ ٹاٹا سے بھی ایک کارڈ لکھ چکا ہوں اور وہ تمہیں امروز دستیاب ہوجائے گا۔''

اندازہ لگائیں جو شخصیت سفر میں وقت کی پابندی کا اتنا خیال رکھے وہ حضر میں کس قدر پابند ہوں گے۔

اسی مجموعہ میں ایک مکتوب حضرت علامہ محمد خوشتر ابراہیم صدیقی لائل پوری علیہ الرحمہ کا منسلک ہے۔جو ۳۱: جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ کورقم کیا گیا ہے۔اس مکتوب میں موصوف نے تحریر فرمایا ہے:

''میں جامعہ رضویہ (لاہور) میں ہوں ، مگر میری روحانی دنیا کا مرکز بریلی ہے۔خصوصاً آپ کی ذات تو میرے لیے قابل احترام ہے۔آپ کی یاد میرے لیے

سرمایۂ سکون ہے۔آپ حضرات کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے‘‘۔

علامہ موصوف کی تحریر نے واضح کردیا کہ ارباب عقیدت کہیں بھی ہوں، وہ بریلی شریف کواپنی عقیدتوں کا مرکز تصور کرتے ہیں ،اور مرکز اہل سنت سے اپنا روحانی رشتہ استوار رکھتے ہیں۔ مذکورہ اقتباس سے حضرت علامہ خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ اور حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کے مابین والہانہ روابط وتعلقات کا بھی خوب اظہار ہوتا ہے کہ لاہور جا کر بھی انہیں اپنے قریبی احباب یاد آتے ہیں اور ان کی یاد انہیں تڑپاتی ہے۔ دراصل یہی قوی تعلق کی علامت ونشانی ہے کہ آدمی خواہ کتنی دور بھی چلا جائے ،لیکن اسے اپنوں کی یاد ضرور آتی ہے۔

ایک مکتوب حضرت مولانا محمد ادریس رضا خاں (بریلی شریف) کا بھی شامل اشاعت ہے۔ یہ مکتوب حضور امین شریعت قدس سرہ العزیز کے ایک مکتوب کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ صاحب مکتوب خانوادۂ رضویہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔موصوف نے تحریر فرمایا:

’’برادر بجاں برابر سلمک المولیٰ تعالیٰ

خالق دو جہاں بواسطۂ حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے علم وفضل وعمر و دولت میں ترقی عطا فرمائے: آمین ثم آمین‘‘۔

اس ابتدائیہ کو دیکھ کر ہر کوئی پکار اٹھے گا کہ دونوں بزرگوں میں بے انتہا محبت والفت تھی۔ دعائیہ جملے بھی بڑے پرکشش ہیں جو قارئین پر مخفی نہیں ۔ہمیں ان بزرگوں کے طریق کار اپنانے کی فکر ہونی چاہئے ،تا کہ ایک صالح معاشرہ تشکیل پا سکے۔

اسی مجموعہ میں ایک مکتوب بنام شیر بہار مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد اسلم

مظفر پوری علیہ الرحمہ کے نام ہے۔حضور شیر بہار علیہ الرحمہ نے حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کو جلسے میں مدعو فرمایا تھا۔اسی درمیان احباب نے حضور امین شریعت سے حج وزیارت کی گزارش کی۔حضور امین شریعت نے جلسہ کی دعوت قبول فرمالی تھی۔اب سفر حج وزیارت پر روانگی کے سبب حاضر نہیں ہو سکتے تھے،اس لیے آپ نے اطلاع کرنا ضروری سمجھا اور یہ مکتوب انہیں روانہ فرمایا اور اپنا عذر بیان فرماتے ہوئے،تحریر فرمایا:

''لکھنا یہ ہے کہ بعض احباب امسال مجھے حاضری حرمین طیبین کے لیے زور دے رہے ہیں۔اگر حاضری مقدور ہو تو آپ کو اطلاعاً تحریر ہے۔ویسے میں اپنی خرابی صحت کی وجہ سے پس وپیش میں ہوں''۔

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے حضور امین شریعت کو ایک مکتوب تحریر فرمایا،جس میں آپ نے حضور امین شریعت کو تحریر فرمایا کہ''اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے روضۂ پاک پر حاضر ہو کر میرا سلام پیش فرمائیں اور عرض کر دیں کہ میں حاضری کے لیے بے قرار ہوں،لیکن فوٹو کی پابندی کی وجہ سے مجبور ہوں۔حضور دعا فرمائیں کہ حاضری کی کوئی صورت نکل آئے۔''

اس مکتوب سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف کرام کو اتباع شریعت کا کتنا لحاظ تھا۔محض فوٹو کے سبب وہ اپنے مرکز عقیدت میں حاضر ہونے سے باز رہے،اور کسی موقع کا انتظار فرماتے رہے کہ فوٹو کے بغیر کوئی راہ نکل آئے۔

اسی مجموعہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو مکتوب کے عکس شامل ہیں۔پورے طور پر وہ مکتوب پڑھنے میں نہیں آتے۔ایک مکتوب کے کچھ الفاظ پڑھے جاتے ہیں اور اس میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی علالت کا تذکرہ فرمایا

ہے۔ یہ مکتوب ۱۴ / ربیع الاول ۱۳۶۷ھ کا رقم کردہ ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے مسلمانوں کی بھلائی اور خیریت کی دعا کرتے ہوئے رقم فرمایا:

''مولیٰ کریم عزوجل اپنے کرم سے...... ہر جگہ ہر مسلمان کو مع الخیر والعافیہ رکھے''۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا دوسرا مکتوب حضرت امین شریعت کے مکتوب کے جواب میں ہے۔ حضور مفتی اعظم نے تحریر فرمایا:

''تمہارا جوابی کارڈ ۱۸ / محرم کا لکھا ہوا مجھے ناگپور ملا تھا''۔

یہ مکتوب ۸ / صفر المظفر ۱۳۸۳ھ کا تحریر کردہ ہے۔

آپ کے مکتوبات کے مطالعہ سے آپ کی شخصیت کی رنگارنگی اور ہمہ جہتی نظر آتی ہے، کہیں آپ ایک مشفق باپ کی شکل میں نظر آتے ہیں تو کہیں ایک حکیم حاذق دکھائی پڑتے ہیں۔ کسی خط میں شیخ طریقت کے طور پر اپنے مریدین کو نصیحت کرتے دکھتے ہیں تو کسی خط میں ایک ہمدرد و غم خوار کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ مکتوبات کی خاص بات یہ ہے کہ تصنع اور بے مقصد کے لچھے دار جملوں سے پرہیز کرتے ہوئے ایک دم سادہ لب ولہجہ اور آسان پیرایہ میں گفتگو کی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ مخاطب کے سامنے بیٹھ کر کلام فرمارہے ہیں۔ آپ کے جملہ خطوط اسی انداز کے ہیں جنہیں پڑھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ مکتوب نگار نے بہت عام فہم انداز میں نفس مدعا بیان کیا تاکہ خط، خط رہے مضمون نہ بنے۔ کسی زمانے میں خطوط لکھتے وقت لمبے چوڑے القاب لکھے جاتے تھے اور استعاروں کنایوں کی زبان میں عرض مدعا کیا جاتا تھا، لیکن حضور امین شریعت کے مکتوبات میں بے طوالت، لمبے القابات اور بے مقصد کے جملہ بازیاں نام کو بھی نظر نہیں آتیں۔

خط کا اصلی حسن اس کے اختصار و جامعیت میں ہوتا ہے۔ وہی خطوط زیادہ بہتر تسلیم کیے جاتے ہیں جن میں سادگی، بے تکلفی لطافت اور عام بول چال کا انداز ہو، جس سے مکتوب الیہ بھی آسانی سے مکتوب نگار کا مقصد با آسانی سمجھ سکے۔ حضور امین شریعت کے خطوط میں ان تمام امور کی جلوہ سامانی دکھائی پڑتی ہے۔ آپ کے خطوط میں سلاست وسادگی، بے تکلفی اور روانی کا عنصر نہایت نمایاں طریقے سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضور امین شریعت کے مکتوبات میں مسائل دنیا کا حل، دفع تکالیف کی تدبیریں، تربیت والد کی ذمہ داری، سربراہ خانہ کے احساس کی جھلک اور خود سے وابستہ افراد کی پریشانیوں کے حل کے تئیں فکر مندی کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

''جو خطوط مکاتیبی ادب کو فکر وفن کے اعتبار سے ایک قیمتی سرمایہ بناتے ہیں وہ ہیں، جن میں سوز دل اور غم جاناں کے ساتھ مسائل حیات اور غم روزگار سے بھرپور تعرض کیا گیا ہو۔''

حضور امین شریعت کے مکتوبات میں سوزِ دل کے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں اور مسائل حیات اور غم روزگار سے تعرض کے نمونے بھی واضح نظر آتے ہیں۔ آپ جہاں اکابر کی بارگاہوں میں ادب وانکساری کی عملی مثال پیش کرتے ہیں وہیں اصاغر کے حق میں سراپا دعا گو دکھائی پڑتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ کے ایک خلیفہ حج بیت اللہ کے سفر سے واپس آتے ہیں تو اپنی اصاغر نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں مبارکبادی خط لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ ۲۴؍ جون کو جب بریلی سے رائے پور واپس پہنچا تھا تو معلوم ہوا کہ آپ بخیر وخوبی شادکام دوبارہ سفر حج سے واپس آچکے ہیں۔ ملنے کا خیال کیا

تو پتہ چلا کہ مکان گئے ہوئے ہیں لہذا بذریعۂ خط دلی مبارک باد پیش کر رہا ہوں دعا ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے اور دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔آمین آپ بھی دعا کریں کہ رب تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی جلد اس مقدس دیار کی حاضری نصیب فرمائے اور موجودہ پریشانیوں کو دور فرما کر اطمینان عطا فرمائے۔آمین‘‘

اصاغر نوازی کی یہ حسین مثالیں اب عنقا ہوتی جارہی ہیں، ایسے میں حضور امین شریعت کے مکتوبات اصلاح احوال کے باب میں ایک خوش گوار اضافہ ثابت ہوں گے۔

تعارف تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

ولادت باسعادت:

۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳؍مئی ۱۹۴۳ء کو تاج الشریعہ کے جد کریم حجۃ الاسلام کا وصال ہوا۔ اور ٹھیک چھٹے مہینے میں ۲۴؍ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء کو آپ کے آبائی مکان محلہ سوداگران بریلی شریف میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ نام ''محمد'' رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا۔ اہل خاندان نے ''محمد اسماعیل رضا'' نام تجویز کیا اور عرفی نام ''اختر رضا'' رکھا گیا۔ عوام میں آپ ''ازہری میاں'' اور خواص میں ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم وتربیت:

چار سال چار ماہ چار دن کی عمر شریف میں نانا محترم کے ذریعہ رسم بسم اللہ خوانی ادا ہوئی۔ ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے مکمل کیا۔ نانا محترم کی بارگاہ سے اسباق شرع اور دروس تصوف وسلوک کی تکمیل فرمائی۔ عصری علوم کے لیے ۱۹۵۲ء میں بریلی کے فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور علوم عصریہ کی تحصیل فرمائی۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم مدرسہ ''منظر اسلام'' میں حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں دستار وسند سے نوازے گئے۔ بعد فراغت ۱۹۶۳ء میں آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے عربی ادب اور دیگر علوم پر عبور حاصل کیا۔ اور یونیورسٹی میں اول پوزیشن پائی۔ اور تعلیم میں امتیازی حیثیت پانے کے سبب مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبدالناصر کے ہاتھوں

ایوارڈ پایا۔ جامعہ ازہر میں تعلیم کے دوران ۱۹۶۵ء کو آپ کے والد گرامی قدس سرہ کا وصال ہوگیا مگر آپ اپنی تعلیمی مصروفیات کے سبب والد گرامی کے جنازے میں شرکت نہ فرما سکے۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر سے تعلیم مکمل فرما کے اپنے وطن عزیز ہندوستان مراجعت فرمائی۔

تدریسی خدمات:

۱۹۶۷ء سے آپ نے باضابطہ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا۔ منظر اسلام میں قریب گیارہ سال تک مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دی اور پھر ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین منتخب کیے گئے۔ اور پھر اس کے بعد ذاتی و مذہبی مصروفیات اور مسلسل ملک و بیرون ملک تبلیغی دوروں کے سبب تدریسی خدمات سے دوری اختیار کرنی پڑی۔ البتہ گاہے بگاہے علما و طلبا کو کبھی دولت خانہ پر کبھی اپنے آباد کردہ مدرسہ ''جامعۃ الرضا'' میں مختلف علوم و فنون کی کتب خاص کا درس دیتے رہے۔ اور یہ سلسلہ آخری وقت تک جاری رہا۔ ہند و بیرون ہند کے بے شمار نامور و مشاہیر علما و فضلا نے آپ کی بارگاہ سے اکتساب علم کیا۔

بیعت و خلافت:

بچپن ہی میں نانا حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہوگیا تھا۔ ۱۵ ر جنوری ۱۹۶۲ء کو منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں ہندوستان کے مشاہیر علما و مشائخ کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند نے جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنی جانشینی عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں حضور احسن العلما حضرت سید حسن میاں برکاتی سید العلما حضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی سجادگان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

اور برہان ملت حضور برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمہ سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔

تصنیفات وتالیفات:

ساٹھ سے زیادہ اردواورعربی کتابیں تحریرفرمائیں ۔جن میں کچھ خالص علمی اورپیچیدہ بحثوں پر مشتمل ہیں ۔جدیدمسائل پرآپ نے تحقیقی انداز میں کئی کتابیں تحریرفرمائیں جن سے ارباب علم خوب مستفید ہوئے اورہوتے رہیں گے۔آپ کی کتابیں ہندوستان کے علاوہ دیگرمما لک سے بھی شائع ہوئیں اعلیٰ حضرت کی کئی اردوکتابوں کی تعریب فرمائی۔تبلیغی دوروں ،اورمریدین ومعتقدین سے ملاقات اوردیگرمذہبی ومسلکی اورذاتی مصروفیات کے باوجوداس قدرتحریری کام بلاشبہہ کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔

مریدین وخلفا:

آپ کے مریدین کی تعداد برصغیرمیں سب سے زیادہ ہے۔پورے برصغیر میں سب سے زیادہ علما آپ ہی کے دامن ارادت سے وابستہ ہیں۔یقیناً آپ کی ذات اہل علم کے مابین انتہائی مقبول تھی ۔اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت اہلِ سنت میں آپ سے زیادہ کسی کے مریدنہیں پائے جاتے توغلط نہ ہوگا۔حرمین شریفین مصرویمن ،شام، امریکہ، برطانیہ،لندن، پاکستان اورہندوستان میں کئی سوخلفا آپ کے موجودہیں۔

سفرِ آخرت:

مختصرسی زندگی میں عظیم الشان کارنامے انجام دیکرآخرکاررب تعالیٰ کے بلاوے پر آپ نے ٦ رذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت

شام غروب آفتاب ہوتے ہی عین اذان مغرب کے وقت اذان کا جواب دیتے ہوئے دار بقا کی جانب کوچ فرمایا اور ایک جہان کو روتا بلکتا چھوڑ کر رب کے مہمان ہو گئے۔آستانہ اعلیٰ حضرت کے بغل میں ہی آپ کو دفن کیا گیا جہاں سے ایک زمانہ آج بھی فیض یاب ہے۔

مکتوب بنام حضور امین شریعت

میرے بھائی صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔عرصۂ دراز سے آپ کے گرامی نامہ کی زیارت نہ ہوئی اور میں بھی کوئی عریضہ حاضر نہ کرسکا۔سفر پیہم اجازت نہیں دیتا۔کل ہی کلکتہ سے لوٹا ہوں۔فون پر خیریت مل گئی تھی۔یہ خط کانکرٹولہ سے لکھ رہا ہوں۔بفضلہٖ تعالیٰ کاشانہ حبیب بہمہ وجوہ لائق تحسین ہے۔

نخیلہ مکاں پر صد مبارکباد۔اپنی اور بھابھی صاحبہ اور بچوں کی خیریت سے مطلع فرمائیں اور سب کو سلام سنائیں،

والسلام

آپ کا اپنا

اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

تعارف علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ہندوستان کے ایک مشہور ومعروف عالم دین اور علم وادب کی نامور شخصیت تھے۔آپ کا اصل نام غلام رشید ہے لیکن آپ کو ارشد القادری کے نام سے جو شہرت ملی تو آپ کا اصل نام کہیں پوشیدہ رہ گیا ہے اور اب سبھی آپ کو ارشد القادری کے نام سے ہی پہچانتے ہیں۔علامہ ارشد القادری کی ولادت ۵ / مارچ ۱۹۲۵ میں صوبہ اتر پردیش کے بلیا ضلع کے سید پورہ نامی گاؤں میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے ہند کی مشہور درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا، جہاں حضرت حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی اپنی درس گاہ سجائے بیٹھے تھے۔انہیں کی زیر تربیت آپ نے اکتساب علم کیا اور ۱۹۴۴ میں آپ جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسے میں سند فضیلت سے نوازے گئے۔

تکمیل تعلیم کے بعد بغرض تدریس آپ ناگپور تشریف لے گئے،وہاں سے کچھ وقت کے بعد شہر آہن جمشید پور میں چلے آئے۔اس کے بعد آپ نے زندگی کا مکمل وقت اسی شہر میں گزار دیا اور یہاں اعلیٰ تعلیم کے لیے فیض العلوم جیسا معیاری ادارہ بنایا جو آج بھی صوبہ بہار و جھارکھنڈ کا مرکزی ادارہ بنا ہوا ہے۔

علامہ ارشد القادری ایک بیدار مغز عالم، دور اندیش مفکر اور صاحب طرز ادیب تھے۔آپ کی علمی فکری تحقیقی تحریریں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں۔آپ کی تحریر میں بلا کی جاذبیت،دل کشی اور کشش پائی جاتی ہے۔ایک بار قاری آپ کی کسی کتاب کو ہاتھ میں اٹھالے تو آسانی سے ختم کئے بغیر بند کرنے کا دل نہیں ہوتا۔آپ کی

تحریرات کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں ادبیت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ تحقیق کی جلوہ سامانی بھی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اغیار بھی آپ کی کتاب پر انگلی رکھنے سے قاصر رہے۔آپ کی کل تین درجن سے زیادہ کتابیں یادگار ہیں جن میں زلزلہ، لالہ زار، زیروزبر جیسی کتابیں شامل ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے ماہنامہ جام نور، پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ جیسے معیاری ادبی رسالوں کی ادارت کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔

آپ کی زندگی جہاں تدریس وتصنیف کے حوالے مشہور ہے وہیں آپ کی زندگی کا قائدانہ رول بھی نمونۂ عمل ہے۔آپ نے قوم مسلم کی رہنمائی کے لیے عملی طور پر بڑی خدمات انجام دی ہیں۔قوم کی تعلیم سے لیکر ان کے حقوق کے حصول کے لیے آپ نے نہایت جدوجہد فرمائی ہے۔قوم کے حقوق کے تئیں سیاسی قوت کے حصول اور ان کے جمہوری حقوق کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا۔

آفات ناگہانی اور فسادات کے وقت جب لوگ تقویٰ و پرہیزگاری کی آڑ میں پوشیدہ ہوجاتے ہیں ایسے سخت ماحول میں بھی آپ قوم کے درمیان موجود ہوتے، زیرنگاہ مکتوب بھی آپ کے اسی جذبے اور قومی ہمدردی کے جذبے سے پُر ہے۔

علامہ ارشدالقادری کو بانی مدارس ومساجد بھی کہا جاتا ہے۔آپ نے اپنی زندگی میں سیکڑوں مدارس ومساجد کی تعمیر کرائی، بطور جامعہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی، ادارۂ شرعیہ بہار، ورلڈ اسلامک مشن لندن، جامعہ مدینۃ الاسلام ہالینڈ، دارالعلوم علیمیہ سورینام، فیض العلوم جمشید پو جیسے ادارے وتحریکات شامل ہیں۔

آپ کا وصال پرملال ۲۹/اپریل ۲۰۰۲ کو ہوا، مزار پاک جمشید پور میں مرجع خلائق ہے۔

مکتوب بنام حضور امین شریعت

محترمی! زیداحترامکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

اخبارات کے ذریعے جمشید پور میں بہار ملٹری پولیس اور مسلح بلوائیوں کے ذریعے مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی لرزہ خیز تباہیوں کی تفصیل معلوم ہوگئی ہوگی۔امر واقعہ یہ ہے کہ بھارت کی تاریخ میں ایسا بھیانک تباہ کن اور قیامت خیز فساد آج تک نہیں ہوا جس کی تفصیل سننے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ یہ دو فرقوں کے درمیان تصادم نہیں بلکہ مسلم اقلیت کے خلاف ایک منظم منصوبہ بند لشکرکشی تھا۔جس نے جمشید پور کے مسلمانوں کو معاشی اور اجتماعی زندگی میں وسائل کے اعتبار سے پچاس سال پیچھے ڈھکیل دیا۔مسلمانوں کے متعدد محلے جمشید پور کے نقشے سے غائب ہوگئے۔اب وہاں کھنڈرات اور راکھ کا ڈھیر ہے۔

دھتکیڈیہ میں اہل سنت کی مسجد اتنی زیادہ متاثر ہے کہ اسے نماز پڑھنے کے قابل بنانے کے لئے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہے۔کئی ہزار مسلمان تو اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کا کوئی ذریعۂ معاش تک باقی نہیں رہا۔اور سب سے زیادہ قلق کی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان اہل سنت کے طبقے کو پہنچا ہے۔ان کے محلے کے محلے صاف ہوگئے ہیں۔مدرسہ فیض العلوم میں اس وقت کئی ہزار مسلمان مرد و عورت پناہ گزیں ہیں۔اور دانے دانے کے محتاج ہیں۔مدرسہ کئی مہینے کے لئے بند کردیا گیا ہے۔

ان حالات میں دینی رشتے سے ان مسلمانان ہند کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنے

مظلوم، نادار اور لٹے پٹے بھائیوں کی دل کھول کر مدد کریں۔نقصانات کی تلافی اور اپنے اجڑے ہوئے بھائیوں کو دوبارہ بسانے کے لئے مدرسہ فیض العلوم میں ایک ریلیف سنٹر قائم کر دیا گیا ہے۔لہذا اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے آپ کے دل میں ہمدردی کا کوئی جذبہ پیدا ہو اور آپ ان کے لئے کچھ کر سکتے ہوں تو اٹھئے اور اپنے حلقائے اثر سے امدادی رقوم فراہم کیجئے۔

رقوم بھیجنے کا پتہ یہ ہے

سکریٹری ریلیف سنٹر مدرسہ فیض العلوم جمشید پور بہار

ڈرافٹ کا پتہ

ریلیف سنٹر مدرسہ فیض العلوم جمشید پور (بہار)

آپ کا مخلص

ارشد القادری

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

26-4-79

تعارف صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری علیہ الرحمہ

صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کے فرزند اور استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ (برادر اعلیٰ حضرت) کے نبیرہ اور حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔آپ کی ولادت ۴؍شعبان المعظم ۱۹۳۰ عیسوی کو بریلی شہر میں ہوئی۔

علامہ تحسین رضا خاں کی ابتدائی تعلیم اپنے ننہال کانکرٹولہ پرانا شہر بریلی شریف میں ہی ہوئی۔ یہاں سید شبیر علی صاحب سے ابتدا کی، بعدہ مکتب وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام اور دارالعلوم منظر اسلام میں اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی۔والد ماجد کی خواہش کے مطابق دورۂ حدیث کی تکمیل کے لیے محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی کی خدمت میں جامعہ رضویہ فیصل آباد لاہور پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں دورۂ حدیث فرمایا۔وہیں سے شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں صدر الشریعہ علامہ امجد علی رضوی مصنف بہار شریعت،حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ،علامہ سردار احمد رضوی محدث اعظم پاکستان،شمس العلما قاضی شمس الدین جونپوری ،وقار العلما مفتی وقار الدین رضوی جیسے مشاہیر زمانہ اساتذہ شامل ہیں جن کے زیر سایہ رہ کر آپ نے علم وفضل میں کمال پیدا کیا۔

آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز دارالعلوم مظہراسلام بریلی شریف سے ہی فرمایا۔ ۱۹۷۵ عیسوی میں آپ منظر اسلام تشریف لے آئے اور یہاں قریب سات سال تک طالبان شریعت کو سیراب فرمایا۔ ۱۹۸۲ میں جامعہ نوریہ رضویہ کے قیام کے بعد آپ نے وہاں بھی اپنے علم وفضل کے گوہر لٹائے اور ہزاروں طلبہ کو علم دین کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ آپ کا عقد مسنون فروری ۱۹۷۶ء مطابق ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ میں جناب سعید اللہ خاں صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوا، جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار اولادیں عطا فرمائیں۔

آپ نے ۱۹۴۳ میں سرکار مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ہی آپ کو ۱۳۸۰ھ میں جلسہ عام میں آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں نامور علما، ادبا اور خطبا کی بڑی تعداد ہے۔ آپ کی زندگی ایک استاذ کامل، شیخ طریقت کے طور پر بڑی مثالی زندگی رہی، ایک مثالی زندگی گزار کر ۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو آپ نے خالق حقیقی کے بلاوے پر رخت سفر باندھ لیا اور راہی ملک عدم ہوگئے۔ آپ کا مزار محلہ کانکرٹولہ بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

مکتوب بنام حضور امین شریعت (ا رخط)

مکرمی جناب بھائی صاحب

سلام مسنون

تین چار دن متواتر دوڑ بھاگ کر کے کل پوسٹر اور جنتری روانہ کرا سکا۔ کتابت وطباعت کا معیار یہاں بہت گر گیا ہے۔ اشہر صاحب پرانے ہیں مگر اب ان کی بھی کتابت میں وہ بات نہ رہی جیسا کہ آپ خود دیکھ لیں گے، بہر حال میں نے تصحیح اور سنگ سازی اپنی نگرانی میں کرائی تب اس معیار کا کام ہوا اگر ان پر چھوڑ دیتا تو نہ معلوم کیا کرتے البتہ خرچہ جیسا کہ پچھلے خط میں لکھا ہے، بہت بڑھ گیا ہے۔ مبلغ ۱۵۰ روپیہ تو مع کاغذ کے پریس والے کو دینا پڑے (جس کی تفصیل یہ ہے، کتابت ۳۰/ طباعت رنگین ۶۰/ کاغذ ۶۰/) ۵۰/۳/۶ ڈاک خرچ کل ۵۰۔۱۸۶ پارسل بنوانے میں یہ احتیاط کی ہے کہ پوسٹروں کو پلاسٹک کی تھیلی میں رکھا ہے تا کہ پانی کا اثر نہ ہو۔ بہر حال کل ۲۵ جولائی مطابق ۵ شعبان یہ سامان روانہ ہو گیا خدا کرے وقت پر یہ بخیریت آپ تک پہنچ جائے۔

پیڈ اور لفافوں کے لئے پہلے لکھ چکا ہوں کہ وہ یہاں چھپوانا مناسب نہیں۔ میرے خیال میں لکھنؤ یا دہلی چھپوا لیجئے ،کل عرفان الحق کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ سلمان کو لے کر دھمتری گئے ہیں۔ کیا ابھی تک طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی حالت ضرور لکھیں۔ حبیب میاں کا پرچہ ان کو دے دیا تھا، شاید جواب دے دیا ہوگا۔

المیز ان آپ محفوظ رکھیں مجھے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے کوئی آتا جاتا ہو تو بھیج دیں۔ باقی سب خیریت ہے سب لوگ حسب مراتب سلام دعا کہتے ہیں۔

صبیحہ صالحہ کے فارم بھر کر چلے گئے ہیں کتابیں پہلے ہی حاصل کر لی تھیں کچھ باقی رہ گئی ہیں۔ پڑھائی ہو رہی ہے۔ والسلام

پریس کی رسید ہمراہ خط روانہ ہے، ڈاک خرچ ٹکٹوں سے معلوم ہو جائے گا۔

تحسین رضا غفرلہ

مکتوب بنام حضور امین شریعت (۲/خط)

نوٹ: اس خط میں جس جگہ ڈیس ڈیس دیا ہے اس جگہ کچھ چھوٹ گیا ہے یعنی خط کا وہ حصہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پھٹ گیا ہے،،، دوسری بات خط میں دو تین جگہ نشان کے تعلق سے بات کی گئی اس جگہ بھی ڈیس دیا گیا ہے اسے سمجھنے کے لئے اصل خط کی طرف رجوع کریں۔

مکرمی بھائی صاحب

سلام مسنون

آج خدا خدا کر کے نظام شریعت کی تصحیح مکمل ہوئی۔ بڑی الجھنیں پیش آئیں، دن کا سارا وقت پڑھنے پڑھانے میں گزرتا ہے رات کو کام کرنے کی عادت نہیں ایک آدھ دن عشاء کے بعد لے کر بیٹھا تو رات بھر نیند آئی اور کام بھی کچھ ہوا نہیں پہلے میں ایک مرتبہ کتاب کو سرسری دیکھ گیا تھا۔۔۔۔ شبہ تھا وہاں نشان کر دیئے تھے جب ان کی چھان بین شروع کی تو اور غلطیاں سامنے آئیں خصوصیت سے سنن و مستحبات، مفسدات و مکروہات کے بیان میں۔۔۔ کتنی ہی سنتوں کو مستحبات میں شمار کر دیا تھا اور مستحبات کو سنن میں اسی طرح کا خلط ملط مفسدات و مکروہات تحریمہ اور تنزیہہ میں بھی ملا۔

پھر ایک ایک سنت و مستحب کو مفسد و مکروہ کو بہار شریعت سے مطابق کر کے دیکھا اس میں الجھن یہ پیش آئی کہ دونوں کتابوں کی ترتیب جدا جدا تلاش کرنے میں دشواری ہوئی۔ بہار شریعت کی مدد سے سنتوں کی ایک مختصر فہرست تیار کی پھر اس کو سامنے رکھ کر نظام شریعت کا جائزہ لیا۔ جہاں تک ممکن تھا تصحیح کر دی اب بھی اگر غلطی رہ گئی ہو تو خدا معاف کرے۔ آیتوں کا ترجمہ لکھا ہوا نہیں تھا وہ اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے دیکھ کر لکھا۔ عربی عبارات پر جہاں اعراب نہیں تھے اعراب لگائے۔ حصہ دوم میں یہ خامی رہ گئی ہے اعراب نہیں لگا۔۔۔ کاتب کو ہدایت کر دی جائے اس کا ضرور خیال رکھے۔

بہار شریعت میں واجبات نماز ۴۹ رگنائے ہیں وہ اس میں بھی سب آ گئے ہیں نمبر نہیں پڑے ہوئے تھے وہ ڈال دئے۔ سنتیں اس میں ۸۹ بیان کی ہیں اس میں کچھ کم ہیں ان کا اضافہ نہیں اس لئے کہ استیعاب ضروری نہیں، بہار شریعت میں تو ۸۹ بیان کی ہیں ان کے علاوہ بھی اور سنتیں کتابوں میں ملتی ہیں۔ مستحبات اس میں بہت تھوڑے تھے بہار شریعت میں اس سے کچھ زائد تھے وہ بڑھا دیئے۔ مفسدات و مکروہات کے بیان میں کمی بیشی نہیں کی گئی صرف رد و بدل کر دیا گیا یعنی جو مکروہات مفسدات میں یا مفسدات مکروہات میں داخل کر دیئے گئے تھے انہیں اپنی اپنی جگہ پر پہنچا دیا گیا۔ مکروہات تحریمہ اور تنزیہہ میں بھی اسی قسم کی تبدیلی کی گئی۔ جہاں تکرار تھی اس کو حذف کر دیا گیا۔ صفحہ ۴۳ پر رکوع کی سنتیں جہاں بیان کی گئی ہیں وہاں ایک اس شکل ۔۔ کا نشان ہے یہاں صفحہ ۴۵ سے ایک سطر نقل کی جائے گی نیچے کی سطریں کاٹ دی گئیں اس لئے ۔۔۔۔۔۔ عورتوں کے طریق نماز بیان کی جا چکی تھی۔ پھر پانچ سطر آگے ایک اور نشان اس شکل ۔۔ کا ہے اس پر بھی صفحہ ۴۵ کی وہ عبارت ۔۔۔ نشان ہو لکھی جائے گی ۔۔۔ نشان کے بعد سے

آخر باب تک سب سنتیں ہیں جو۔۔۔۔۔میں شامل کی جائے گی۔بہتر ہو کہ صفحہ ۴۳ سے صفحہ ۵۰ تک دوبارہ صاف کیا جائے اس لئے کہ کاٹ پھانس بہت ہوگئی ہے۔

اب آپ اس کو اس نسخہ سے بھی مطابق کرلیں جو آپ کے پاس ہے ممکن ہے اس میں یہ اغلاط نہ ہو یا اس کے علاوہ اور اغلاط ہوں دونوں میں سے جو صحیح تر نسخہ ہو اور صاف بھی ہو وہ کاتب کو دیا جائے۔

اماں کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی مگر خدا کا فضل ہے کچھ بہتر ہے۔ان کی طبیعت کی وجہ سے تصحیح میں اور بھی دیر ہوئی۔ باقی جملہ حالات بدستور۔۔۔سب چھوٹے بڑے حسب مراتب سلام دعا کہتے ہیں۔

۱۵ اکتوبر کا خط آج ۵ نومبر کو ۲۰ دن کے بعد ملا۔جو باتیں اس میں پوچھی گئی ہیں ان کے جوابات جاچکے ہیں۔

والسلام

تحسین رضا غفرلہ

۵ رنومبر

<u>جب طاہر القادری کا چھتیس گڑھ میں دورہ ہونے والا تھا ساری تیاریاں ہو چکی تھی، ضعف ونقاہت کے باوجود اس وقت حضور امین شریعت کی طرف سے یہ تحریر جاری کی گئی تھی جس کی برکت سے اس کا آنا کینسل ہو گیا اور اب تک چھتیس گڑھ اس کے ناپاک قدم سے محفوظ ہے</u>

برادران اہل سنت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض اینکہ مولانا طاہر القادری پر حکم توبہ ہے لہذا جب تک توبہ نہ ہو جائے ان سے پرہیز ضروری ہے انہیں کسی جلسہ یا پروگرام میں نہ بلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا گو

سبطین رضا غفرلہ

۷ رفروری ۲۰۱۲ء

تعارف فقیہ اعظم مفتی عبد الرشید فتح پوری علیہ الرحمہ

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ عبد الرشید خاں فتح پوری علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ/۱۵ نومبر ۱۹۰۵ کو کانپور کے قریب فتح پور کے موضع ہسوہ میں ہوئی اسی وجہ سے آپ فتح پوری کہلاتے ہیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم مکتب میں ہوئی بعدہ آپ نے مناظر ہند علامہ سید قطب الدین سہسوانی سے بھی استفادہ کیا بعدہ جامعہ نعمیہ مرادآباد میں داخل ہوئے۔جامعہ نعیمیہ میں حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے زیر سایہ تعلیمی نصاب مکمل کیا۔نعیمیہ میں داخلہ سن ۱۹۲۰ عیسوی میں ہوا۔

آپ نے کل سات سال جامعہ نعیمیہ میں گزارے اور حضرت صدرالافاضل اور تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی علیہما الرحمہ سے خوب خوب اکتساب علم کیا اور ۲۲؍شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ/۲۵؍فروری ۱۹۲۷ میں دستار فضیلت حاصل کی۔

فقیہ اعظم عہد طالب علمی ہی سے تحریر وتقریر میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔اسی مہارت کو دیکھتے ہوئے آپ کو سال فراغت جامعہ نعیمیہ کے باوقار اسٹیج سے کثیر علما کی موجودگی میں خطاب کا موقع دیا گیا۔حضرت صدرالافاضل کے اسٹیج سے کسی طالب علم کا خطاب کرنا ہی اس بات کی دلیل تھی کہ خطاب کرنے والا علم وفن کے کس مقام پر ہے۔

آپ نے اپنے استاذ گرامی کے دیگر شاگردوں کی روایت برقرار رکھتے ہوئے شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔اس زمانے میں حضرت صدرالافاضل اپنے اکثر شاگردوں کو قبلہ شیخ المشائخ کے ہی سپرد

فرمایا کرتے تھے۔

تدریسی سلسلہ:

جامعہ سے فراغت کے بعد آپ نے کئی مدارس میں اپنے تدریسی جوہر دکھائے۔ان مدارس میں آپ کے پیرخانہ میں واقع جامعہ اشرفیہ کچھوچہ بھی شامل ہیں۔اس کے بعد ناگپورتشریف لے گیے جہاں آپ نے جامعہ عربیہ اسلامیہ جیسا عظیم ادارہ قائم فرمایا۔

حضرت فقیہ اعظم کوفقہ سے عہد طالب علمی ہی سے بڑا شغف تھااورآپ اس زمانے میں بھی فقہی گہرائیوں پر بڑا عبورر کھتے تھے۔آپ کی فقہی عبقریت کے لیے بس اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آپ کے استاذ گرامی اپنے رسالہ السوادالاعظم میں فقہی پہلیوں پر مشتمل کوئز نامہ شائع فرماتے تھے اور شائقین فقہ سے جواب طلب فرماتے تھے اور درست جوابات اگلے شمارے میں مجیب کے نام کے ساتھ شائع فرماتے۔حضرت فقیہ اعظم بھی اس سلسلے کو بڑا پسند کرتے تھے اور فقہی سوالات کے جواب تحریر فرماتے تھے۔آپ کے ایسے کئی جواب السوادالاعظم میں شائع ہوئے ہیں۔

جامعہ عربیہ کا قیام:

۱۳۵۶ھ ۹؍جنوری ۱۹۳۸ء میں آپ نے ناگپورشہر میں جامعہ عربیہ اسلامیہ قائم فرمایا۔آپ کے شاگردوں میں بڑی نامور شخصیات شامل ہیں۔چند اہم نام یہ ہیں:سرکارکلاں سید مختار اشرف،مجاہد دوراں علامہ سید مظفرحسین کچھوچھوی،مفتی آل حسن نعیمی سنبھلی،رئیس القلم علامہ ارشدالقادری،علامہ عبدالروف بلیاوی،امیر ملت حضرت مولانا سیدامیر اشرف کچھوچھوی وغیرہ۔

وصال :

آپ کا وصال ۹/ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ/ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۴ کو بعد نماز عصر ہوا۔مومن پورہ قبرستان میں اولیا مسجد کے قریب آپ کا آستانہ مرجع خلائق ہے۔جہاں آج بھی علم وفن کی خیرات تقسیم ہوتی ہے اور ایک زمانہ آپ کے علمی فیضان سے مالا مال ہوتا ہے۔

مکتوب بنام حضور فقیہ اعظم (۱/خط)

حضرت اقدس قبلہ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ خیریت طرفین مطلوب

عزیزہ ہمشیرہ شاھدہ سلمہا کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت کی طبیعت پھر کچھ ناساز ہوگئی ہے سخت تشویش ہے، یہ نہ معلوم ہوسکا کہ کیا ناساز ہے مولائے کریم اپنے حبیب پاک کے صدقے میں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور حضور کا سایۂ عاطفت کو تادیر ہمارے سر پر قائم رکھے۔آمین

جواباً مفصل کیفیت سے مطلع فرمائیں تو بڑا کرم ہو۔یہاں مدرسہ میں ایک مدرس کی ضرورت بہت دن سے محسوس ہورہی تھی کمیٹی والوں نے مجھ سے کہا نہیں اس لئے جامعہ نہ لکھا گیا۔گزشتہ ہفتے سکریٹری انجمن بلاسپور گئے تھے وہاں حافظ عبدالغفار صاحب ساکن گتورا ضلع بلاسپور والوں سے ملاقات ہوگئی جنہیں سکریٹری صاحب نے یہاں کے لئے طے کرلیا وہ کل شام یہاں پہنچے ہیں آج سے کام شروع کریں گے۔

حافظ صاحب نے بتایا کہ یہ ۶۴۔۶۵ء میں جامعہ میں بعد تعلیم رہ چکے ہیں، وہاں سے علیحدگی کی وجہ انہوں نے کوئی معقول نہ بیان کی جس سے شبہ ہوا کہ یہ مخالف

گروپ کا تو نہیں ہے اگر حضور کو کچھ یاد ہو تو تحریر فرمائیں۔ بریلی سے جولائی میں امتحان کے لئے ناگپور آنے والے تھے وہ آئے یا نہیں۔ محترمہ آپا صاحبہ کی مزاجی کیفیات سے بھی مطلع فرمائیں، ان کی خدمت میں مئودبانہ سلام اور سب کو حسب مراتب دعا وسلام

احقر سبطین رضا غفرلہ

۱۸؍رجب روز دوشنبہ ۳ے

مکتوب بنام حضور فقیہ اعظم (۲؍خط)

حضرت اقدس قبلہ زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خیریت طرفین مطلوب

گزشتہ جمعہ کو شفقت نامہ موصول ہو کر منکشف احوال و باعث مسرت ہوا۔ جب کہ حضور کی خیریت نہ ملنے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اور شنبہ کو روانگی کا پروگرام بھی بن گیا تھا۔ خط ملنے سے اطمینان ہو گیا اس لئے سفر فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔ عزیزہ راشدہ سلمہا کی اچانک کئی روز سے طبیعت خراب ہو گئی ہے، بہت کمزور ہو گئی ہے اگر اسے جلد صحت ہو گئی اور کوئی مانع بھی پیش نہ آیا تو حسب الحکم ان شاء المولیٰ الکریم ۱۵۔۱۶ رجب تک ان لوگوں کو لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔

دفع کمزوری کے لئے معجون جالینوس مولوی یا دواء المسک معتدل جواہر والی کا مسلسل استعمال مفید ہوگا مگر دواخانہ طبیہ کالج علی گڑھ کی تیار کردہ لی جائے اور تازہ اسٹاک میں سے لیں، رکھی ہوئی نہ ہوں۔ صبح وشام تین چار ماشہ پانی کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ یہ چوں کہ تقویت اعضاء کے لئے ہیں اس لئے نقصان کا اندیشہ نہیں دوسرے علاج کے ساتھ بھی انہیں جاری رکھا جا سکتا ہے۔ یہاں سے کچھ لوگ اجمیر شریف گئے ہیں اگر

واپسی میں ان میں سے کوئی حضرت سے ملنے کے لئے حاضر ہوتو دوقرآن پاک پندرہ سولہ روپے ہدیہ تک کا بھیج دیجئے گا ترجمہ والا اس ہدیہ کا ہوتو دو ورنہ بغیر ترجمہ کا بھیجیں، سال گزشتہ ۱۶۔۱۷ روپیہ ہدیہ کے ترجمہ والے دوقرآن پاک آئے تھے اگران میں سے ہوں تو وہی بھیج دیں۔سب خوردو کلاں کی خدمات میں سلام مسنون معروض

احقر سبطین رضا غفرلہ

۸ رجب المرجب ۳۷ھ روز جمعرات

علامہ ادریس رضا خاں بریلوی کا خط حضور امین شریعت کے نام

برادر بجاں برابر سلمک المولیٰ تعالیٰ،

خالق دو جہاں بواسطۂ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے علم و فضل و عمر و دولت میں ترقی عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

تمہارا محبت شمامہ محررہ ۱۱ مارچ کل ۱۸ مارچ کو وصول ہوا، باعث مسرت و سرور ہوا، میں موضع میں پانچ روز رہ کر ۱۷ مارچ کو بریلی آیا، ۱۸ مارچ کو شاکرہ بیگم نے جب کہ میں جمعہ کی نماز کے لیے جارہا تھا، دیا۔ ۱۶ اور ۱۷ دو دن مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا، پچھلے اعراس سے شاندار تھا، عزیزم تمہاری بھابھی اب بغیر سہارے چلتی پھرتی ہیں، لیکن ابھی حرارت کا سلسلہ جاری ہے متعدد مرتبہ نزلہ زکام نے حملہ کیا ہے، اس مرتبہ کچھ آواز پر بھی نزلہ کی وجہ سے اثر ہو گیا دعا کرو مولی تعالی صحت کلی عطا فرمائے، چین دل کا چین اور راحت قلب کی راحت، سلام عرض کرتی ہیں ابھی خط تحریر کرنے میں چین بیگم پاس بیٹھی تھیں تمہیں کہا کہ چچا کو سلام لکھ دیجیے، دوات سے کھیل رہی تھی دوات ان کے ہاتھ سے الٹ گئی میرے کپڑے اور فرش کی چاندنی رنگین ہوگئی، میں نے ان کو مارا اس پر مجھ سے ناراض ہو کر چلی گئیں اور فوراً سو گئیں۔چھوٹے میاں اور چھوٹی بی اور دادی صاحبہ دعائے درازئ عمر اور ترقی دارین فرماتے ہیں۔اور طالب خیر ہیں، تمہاری آپا بیگم اور تمہاری بھابھی کہتی ہیں کہ مولی عزوجل تم کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

دعا گو: محمد ادریس رضا

از بریلی محلہ سوداگران ۱۹ مارچ بوقت ۱ بج ر ۳۰ منٹ دن

مکتوب بنام شیرِ بہار

خط لکھنے کی وجہ: حضور شیرِ بہار مفتی اسلم صاحب علیہ الرحمہ نے حضور امین شریعت کو جلسے کی دعوت دی تھی، جلسے کی دعوت قبول کر چکے تھے لیکن حج کی وجہ سے شرکت سے معذوری کا اظہار مقصود تھا۔

مولانا المکرم زید اکرامکم

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ آپ کے سفیر صاحب پہنچ گئے۔ لہٰذا انہیں کی معرفت عریضہ حاضر ہے۔ لکھنا یہ ہے کہ بعض احباب امسال مجھے حاضریٔ حرمین کے لئے زور دے رہے ہیں، اگر حاضری مقدور ہو تو آپ کو اطلاعا تحریر ہے۔ ویسے میں اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے پس و پیش میں ہوں۔ دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

عید کی مبارک باد پیشگی۔ والسلام

احقر سبطین رضا غفرلہ

۱۷/ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

۲۸/ جنوری ۱۹۹۷ء

حضرت علامہ ابراھیم خوشتر صدیقی صاحب کا خط حضور امین شریعت کے نام

کرتا ہوں جمع پھر دلِ لخت لخت کو

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے

برادر محترم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تسلیم

مزاج گرامی خیر و عافیت

امید کہ جناب بخیریت ہوں گے آج آپ کا گرامی نامہ حضرت صاحب کے نام موصول ہوا فقیر کی یہ عین خوش قسمتی کہ آپ نے یاد فرمایا۔ آپ کے مصائب کو پڑھ کر دعا گو ہوں مولا تعالیٰ آپ کو اپنے حبیب کے صدقے حق عیشۃ الراضیہ مرحمت فرمائے۔ کئی بار دل چاہا کہ آپ کو خط لکھوں بلکہ اپنے پاس بلالوں لیکن یہ دونوں شقیں اب تک نا تمام رہیں۔ میں جامعہ رضویہ میں ہوں مگر میری روحانی دنیا کا مرکز بریلی ہے خصوصاً آپ کی ذات تو ہمارے لیے قابل احترام ہے آپ کی یاد مرے لیے سرمایۂ سکون ہے۔ آپ حضرات کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے، اس دن کے لیے میں ہی رہ گیا تھا احباب نے ایک ایک کر کے رشتہ توڑ لیا، اب میں یہاں اکیلا ہوں۔ معقولات کے قضایا میں الجھا ہوا ہوں، اب نہ وہ محفل ہے نہ جام ہے نہ مینا، یادہی یاد رہ گئی ہے، دعا فرمائیے کہ میں دین کا ہو جاؤں، جامعہ رضویہ کی ترقی زیر غور ہے، خدمت اسلام کے دھن میں لگا ہوا ہوں۔ خدا کرے کہ میرے ارادے مجھے راس آ جائے، اپنے حالات برابر تحریر فرماتے رہیں یہ آپ کا میرے اوپر کرم بالائے کرم ہوگا، امتحانات کے مواقع ختم ہو گیے، درس نظامیہ نے مجھے اپنا لیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قبلہ کی مہربانیاں مرے لیے قابل رشک ہیں، تحسین میاں

کی خدمت میں کئی عریضہ حاضر کر چکا ہوں۔ مری ہائی اسکول کی سند اب تک نہ مل سکی ہے، سخت پریشان ہوں آئندہ کی ترقی محبوس سی ہوگئی ہے اس سلسلے میں آپ کی شفقت کا محتاج ہوں۔ امید کہ آپ مری امداد کریں گے۔ چند کتابوں کے لیے حضرت محدث صاحب کے پاس خط لکھ چکا ہوں۔ الدولۃ المکیہ، کفل الفقیہ الفاھم وغیرہ کی فراہمی میں آپ مدد فرمائیں، عنایت ہوگی۔ احباب کو سلام شوق، تحسین میاں و حبیب میاں کو سلام، صاحب (علامہ حسنین رضا) کو میرا سلام عرض کریں، اعلی حضرت عظیم البرکت کی بارگاہ میں فقیر کا سلام عرض کریں اور میرے علم و عمل کے لیے دعا فرمائیں۔

فقط والسلام

آپکا عقیدت کیش

محمد ابراھیم خوشتر صدیقی لائلپوری

جامعہ رضویہ جنگ بازار شاہی مسجد

لائل پور

۲۶ جمادی الاولی ۷۳ھ

مکتوب شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد
بنام حضرت مولانا سبطین رضا خان بریلوی

آخری سطور (مفہوماً)

اعلیٰ حضرت کے مزار پاک پر حاضر ہوکر خادم کا مؤدبانہ سلام عرض کریں اور عرض کریں کہ خادم حاضری کے لیے بے چین و بے قرار ہے، لیکن فوٹوں کی پابندی سے مجبور ہے، حضور دعا فرمائیں کہ حاضری کی کوئی صورت نکل آئے۔

ماہنامہ فیض رضا لائل پور جلد ۱ س ۷ ص ۲۴۔ رجب ۱۳۹۰ھ اکتوبر ۱۹۷۰ء

تعارف حضرت علامہ سلمان میاں صاحب قبلہ

ولات باسعادت:

حضرت استاذ زمن علیہ الرحمہ کے پوتے کے گھر ایک چاند سا ٹکڑا شہزادہ نے جنم لیا، اہل خانہ خوشیوں میں مچل رہے تھے، پہلے شہزادے کی ولادت کی خوشی میں حضرت والدگرامی حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ کی مسرت کی انتہا نہیں تھی، وقت سعید تھا، تاریخ شمسی ۱۳؍فروری ۱۹۶۷ء تھی، خاندانی رسم کی بنیاد پر ''محمد'' نام رکھا گیا، اصل نام ''محمد جنید رضا'' تجویز ہوا، اور عرفیت ''محمد سلمان رضا'' ہوئی۔ والدین کریمین نے بڑے ناز و پیار سے تربیت شروع کی۔

تعلیم وتربیت:

شہزادۂ عالی وقار حضرت علامہ محمد سلمان رضا خاں مدظلہ العالی کی فیروز بختی کہ اللہ کے مقدس ولی، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ نے ۴؍سال، ۴؍ماہ، ۴؍دن میں بسم اللہ خوانی کرائی اور تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوا، ابتدائی تعلیم حضرت والدگرامی علیہ الرحمہ سے حاصل کی، اور فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں عم محترم خلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند، حضور تاج الاصفیا علامہ مفتی حبیب رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ''جامعہ نوریہ رضویہ'' باقر گنج بریلی شریف میں داخلہ کرایا گیا، ماہرین علوم وفنون سے تعلیم حاصل کر کے ۱۹۹۶ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے خصوصی طور پر علم حدیث حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے پڑھا اور فتویٰ نویسی کی تربیت بھی اسی

بارگاہ میں ہوئی، آپ نے پہلا فتویٰ بہت ہی عمدہ پرائے میں لکھ کر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تو خوشی کی انتہا نہیں رہی، حضرت نے بغور فتویٰ دیکھ کر بغیر کسی ردوبدل کے تصدیق فرما کر ''الجواب صحیح'' تحریر فرمادی۔ اور بطور انعام کچھ رقم بھی عنایت فرمائی، اور دار الافتا میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔

رسم دستار بندی:

حضور سلمان ملت کی دستار بندی کے وقت والد گرامی حضور امین شریعت، عم محترم صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں رضوی، عم محترم مفتی حبیب رضا خاں رضوی، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی، محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی کے علاوہ خاندان کے تمام بزرگ اور سینکڑوں علمائے کرام اور مشائخ عظام موجود تھے، دستار بندی کے وقت عارف حق سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف سر پر سجایا گیا، اس پر بہار موقع پر سرکار سیدنا تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، حضور مفتی حبیب رضا خاں اور مخدومہ والدہ ماجدہ نے والہانہ انداز میں تہنیت کے کلام پیش کیے۔

کلام سرکار تاج الشریعہ:

هناك تاج فضل سلمان با لسلام

دم فی جنان علم فی مفعة ا لکرام

یا ابن ا لکرام قوم او دم من الانام

انت الذی ترجی فی ذا لك المقام

عم فی بحار علم ما ان تخاف د رکا

انی یخاف د رکا من فا ز با لمرام
ارو الانام طرا من ھلھل علوم
لا یصد ر ن ظامی لا یصد ر ن ظامی
بورکت من غلام بورکت یا ابن ھا
ممادا مت ا لرجال تقتم قوق ھام

کلام عم محترم مفتی حبیب رضا خاں رضوی علیہ الرحمہ:

اے خالق ارض و سما
کرتا ہوں تجھ سے التجا
بہر جناب مصطفی
مقبول ہو مری دعا
سلمان کو میرے خدا
کر دے جنید باصفا
صدقہ میں یہ حسنین کے
ہو گمرہوں کا رہنما
جو اس کو دیکھے یوں کہے
ہے یہ حسن کا لاڈلا
یا یہ کہے اک پھول ہے
احمد رضا کے باغ کا
ہیں اور جو بھائی بہن
ہے ان کے حق میں یہ دعا

ماں باپ کا سایہ رہے
سب کے سروں پر دائما
بڑھتے رہیں گلشن میں گل
کھلتا رہے باغ رضا

والدہ مخدومہ مدظلہا العالیہ:

روشن کرو نام سلف
بن کر رہو ناز خلف
حاصل کرو ایسا شرف
چھا جاؤ تم چاروں طرف
نور کی تمہید ہو
تم مطلع خورشید ہو
ہوگے تمہیں فخر زمن
بے جا نہیں یہ حسن ظن

تدریسی خدمات:

نبیرۂ استاذ زمن علامہ مفتی محمد سلمان رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی نے ماہرین علوم وفنون سے تربیت پا کر اپنے ہی مادر علمی جامعہ نوریہ رضویہ (بریلی شریف) میں مسند تدریس پر جلوہ گر ہوئے، خاندانی بزرگوں کا فیض لئے ہوئے تشنگان علوم نبوت کی علمی پیاس بجھانے تقریباً ۸ رسال تک سلسلہ دراز رکھا، درس گاہ میں افہام وتفہیم کا انداز نرالا ہوا کرتا تھا، آپ کا مزاج یہ تھا کہ اسباق کا مطالعہ کر کے جانا اپنے اوپر لازم سمجھتے

تھے، دوران درس اسباق کوطلبا کے ذہن وفکر میں اس طرح اتارتے کہ تمام اشکالات کے جوابات حل فرمادیا کرتے تھے۔فنی کتابیں پڑھانے میں اللہ تعالیٰ نے ملکہ راسخہ عطافرمایا تھا، آپ نے ایک سال ادارۂ شرعیہ دارالعلوم انوار مصطفی [رائے پور، چھتیس گڑھ] میں تدریسی کمالات کا مظاہرہ کیااور آپ کی بارگاہ میں کثیر تعداد میں طلبائے کرام نے استفادہ کیاہے۔

بیعت وخلافت:

حضور سلمان ملت کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا کہ عارف برحق سلطنت روحانیت کے عظیم تاجدار سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفی رضا خاں قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا ساعت مسعود پایااور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر نیک بختی کا تمغۂ جاودانی حاصل کیا۔

آپ خاندانی شرف خلافت سے مشرف تھے، حضرت والدگرامی حضور امین شریعت علیہ الرحمہ نے شرف خلافت سے مالا مال کیااور خلافت نامہ پر حضور امین شریعت نے ''العزیز السعید المولوی محمد جنید رضا عرف سلمان میاں سلمہ الرحمٰن'' تحریر فرمایا۔اور ایک خلافت نامہ جو اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطافرمایا تھا اس میں ''الولدالعزیز'' لکھا،جس طرح سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے حضور امین شریعت کے خلافت نامہ میں حضرت امین شریعت کو''الولدالعزیز'' لکھا تھا۔

۲۰۰۶ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے پر بہار موقع پر تمام سادات کرام، علما و مشائخ کی موجودگی میں مخدوم اہلسنت سرکار سیدنا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے قائد ملت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی اور ہمارے ممدوح کرم پاسبان

ملت حضرت علامہ سلمان رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی کو ایک ساتھ شرف خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حسن اخلاق:

حسن اخلاق مرد مؤمن کی ایک شان ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حسن اخلاق کا وہ جوہر عطا فرمایا ہے جس کی مثال کوئی پیش نہیں کرسکتا ہے، حضور سلمان ملت مدظلہ العالی اسی صفت عالیہ سے متصف ہیں، راقم نے بارہا دیکھا کہ علما و مشائخ کی آمد پر استقبال کرنا اوران کے حسب مراتب ضیافت کا اہتمام کرنا، بسا اوقات اکابرین کی خدمتوں میں نذرانہ پیش کرنا اور مسند پیش کرنا، عرس امین شریعت کے ایام میں زائرین بالخصوص علما و مشائخ کے تمام لوازمات کا خیال رکھنا، جب تک ان نفوس قدسیہ کی رخصتی نہیں ہوجایا کرتی ہے تب تک حضرت اپنے لئے آرام کرنا نامناسب سمجھتے ہیں، اگر کسی شرعی مسئلہ یا سماجی مسئلہ کے حل کے لئے کوئی سائل آتا، سامنے والا جس طیور میں آتا، آپ ایسے پیارے اورنرالے انداز میں جواب عنایت فرماتے ہیں کہ وہ ہشاش وبشاش ہوکر واپس لوٹتا ہے۔حضرت مدظلہ العالی کا یہی طرۂ امتیاز ہے کہ علمائے کرام، مشائخ عظام، طلبائے علوم نبوت اورعوام سب کے سب بے انتہا محبت فرمایا کرتے ہیں، یہی کہا جاسکتا ہے کہ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت کے بہترین ثمرہ کا نام ''حضور سلمان ملت مدظلہ العالی'' ہے۔

اپنے شہزادہ و جانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (ا رخط)

عزیزم سلمان میاں سلمہ

دعاء خیر و عافیت

بفضلہ تعالیٰ تا دم تحریر بخیریت ہوں، امید کہ تم سب بھی بعافیت ہوگے۔ ۱۵ اگست کو بخیریت رائے پور آیا تھا جس کی اطلاع فون سے کرا دی تھی۔ ایک دن رائے پور میں دوسرے دن دھمتری حاجی ہارون نے روک لیا تو بارش کی وجہ سے گھر پر رہ گیا دو روز وہاں چوتھے پانچویں دن کانکیر آیا تو بارھویں شریف کا پروگرام شروع ہوگئے ایک ہفتہ اسی علاقے میں رہ کر پھراڑیسہ چلا گیا اور بارش ہی میں یہ سب ہوتا رہا بارش کا اس علاقے میں یہ حال رہا کہ لوگوں کا کہنا ہے ساٹھ سال قبل ایسی بارش ہوئی تھی مسلسل ڈھائی تین ماہ شب و روز کبھی کم کبھی زیادہ برستا رہا ہر طرف جل تھل ہو رہا تھا کھیتوں پر تالاب کا شبہ ہوتا تھا اب جا کر تین چار روز سے دھوپ نظر آئی ہے اور بارش بند ہوئی ہے۔

یکم ستمبر کو بنارس گیا تھا اور وہیں سے تین تاریخ کو امیر احمد نے فون ملا دیا تھا تو اچھی بی اور راشدہ سے بات ہوئی تھی دوسرے دن تم سے بات کرنی تھی تو فون نہ لگ سکا۔ تمہاری طبیعت کی فکر ہے جس ڈاکٹر کا پتا بتا کر آیا تھا اسے دکھایا یا نہیں، نہ دکھایا ہو تو اب دکھا دو مگر اس کا نام و پتہ اب میرے ذہن میں نہیں ہے رئیس بھائی سے معلوم کر لینا اگر تمہیں ہی یاد نہ رہا ہو تو ان کے جو عزیز ہیں وہ اس ڈاکٹر سے علاج میں ہیں۔ضروری بات یہ ہے کہ میں انشاء المولیٰ تعالیٰ آخر اکتوبر میں بریلی پہونچوں گا پیلی بھیت کے پروگرام کے بعد ۶ر نومبر کو جانا ہے سیہولی وغیرہ مقامات پر، جہاں پہلے بھی جا چکے ہو۔ ابھی سے

تیاری کرلو ۳۔ ۴ تقریریں ذہن نشیں کرلو، اس مرتبہ تقریر تمہیں کرنا ہی ہے پست ہمتی چھوڑ و خدا کا نام لے کر شروع کروگے تو عادت پڑ جائے گی اس پروگرام میں ان لوگوں نے تمہیں بھی مدعو کیا ہے۔ ادھر واپسی پر یہاں میرے ساتھ آؤگے پھر وشاکھا پٹنم چلنا جہاں جانے کے لئے تم کہہ بھی رہے تھے، ادھر سے آنے پر خدا چاہے پھر گجرات جہاں سے دعوت نامہ آیا ہے اور انہیں نومبر آخر کی تاریخیں لکھ دی ہیں۔ بہرحال تیاری شروع کر دو۔

کئی روز سے خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر اپنی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی ہے ہاتھ پیروں میں درد کمزوری کچھ موسم کا اثر بھی ہے، دوتین روز سے یہاں ہوں اور ۱۸ ستمبر تک کو، پھر خدا چاہے گیارھویں شریف سے پروگراموں کے لئے نکلوں گا جس کا سلسلہ ۲۰/ اکتوبر تک رہے گا۔ درمیان میں ایک دو روز کے لئے آؤں گا لہذا جوابا اپنی اور سب کی مفصل خیریت جلد لکھ دینا تاکہ خیریت معلوم کرکے اطمینان ہو جائے۔

یہاں عابد کے والد محمد خان کا دس بارہ روز پہلے انتقال ہو گیا ہے، ان لوگوں کو خط لکھ دینا اور تمہاری امی لکھنا چاہے تو وہ بھی ان کی بیوی کے نام لکھ دیں۔ صمد سائیکل اسٹور، مین روڈ کانکیر، اس پتہ پر بھیجنا عبدالوہاب کے یا عابد کے نام سے۔ خط اپنی ماں کو پڑھوا دینا، خرچ کی ضرورت ہو تو اپنی پاس بک سے نکال لینا۔ تحسین میاں، حبیب میاں اور سوداگران میں سب سے سلام دعا کہہ دینا۔

فقط

سبطین رضا خاں غفرلہ

۱۲ر ستمبر ۱۹۹۴ء بروز پیر

اپنے شہزادہ وجانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (۲؍خط)

عزیزم سلمان میاں سلمہ

دعا خیر وعافیت

خیریت موجود وخیریت مطلوب، تم لوگوں سے رخصت ہوکر بخیریت پرسوں صبح بنارس پہنچا تھا دوروزہ کرکل شام کو ۷؍ بجے روانہ ہوا اور صبح ۹ بجے یہاں جمشید پور اتر گیا، یہاں سے خدا چاہے پرسوں وزیانگرم کے لئے روانگی ہوگی اور ۲۔۳ روز وہاں رہ کر پھر کانکیر جانا ہوگا۔خط پاتے ہی خیریت وحالات سے کانکیر کے پتے پر مطلع کرنا اپنی طبیعت کا حال ضرور لکھنا۔امید ہے کہ دوا پابندی سے حسب ہدایت لے رہے ہوگے۔

بنارس بات چیت کرآیا ہوں اگر ۴؍اکتوبر کو وہاں جانا ہوا تو تمہیں خبر کردی جائے گی تم وہاں آجانا اور وہاں سے بہرائچ شریف حاضری دی جائے گی اور جو باتیں کہہ آیا ہوں ان کا خیال رکھو سب سے سلام ودعا کہو۔

فقط

دعا گو

سبطین رضا غفرلہ

۲۱؍ستمبر ۱۹۹۱ء

اپنے شہزادہ و جانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (۳۲/خط)

عزیزی سلمان میاں سلمہ

دعائیں، خیریت موجود و خیریت مطلوب

کانکیر سے آج رجسٹری غالباً وصول ہوگئی ہوگی حسب پروگرام ۷/کو صبح ۹/بجے کانکیر سے روانہ ہو کر ۱۰/بجے دھمتری پہنچے تھے وہاں حاجی ہارون اور ان کے والد نے روکے رکھا دن بھر وہیں رہے، شب میں ۱۱/بجے رائے پور پہنچے دوسرے دن بَسنا والے زبردستی لے گئے، تیسرے دن وہاں سے واپسی ہوئی اور کل ۲/بجے دن رائے پور سے سوار ہو کر شب کو ۸/بجے بخیر ناگپور آ گئے یعقوب ساتھ میں ہیں تمہاری امی بھی، سب کو سلام لکھواتی ہیں، یہاں تک آتے آتے ۵/دن لگ گئے اب ۳۔۴ روز یہ یہاں ٹھرنے کو کہہ رہی ہیں، اس کے بعد بھوپال ۱۔۲ روز اور پھر خدا چاہے بریلی پہنچیں گے۔

اطلاعاً تحریر ہے، اس خط کے پہنچنے تک یا ایک دو روز بعد ہم بھی پہنچ جائیں گے سب سے سلام و دعا کہو۔ باقی سب خیریت

دعا گو

سبطین رضا غفرلہ

۱۲/اگست ۱۹۹۱ء

روز دوشنبہ

اپنے شہزادہ و جانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (۴؍خط)

عزیزی سلمان میاں سلمہ۔۔۔۔۔۔۔۔دعوات وافرہ

خیریت موجود و خیریت مطلوب

تین روز جمشید پور ٹاٹا رہ کر کل چوتھے دن ساڑھے تین بجے دن وہاں سے روانگی عمل میں آئی ، ٹاٹا سے یعقوب کو رائے پور بھیج دیا اور وہاں سے قاری عبدالرحمن صاحب رفیق سفر ہیں جو ہمراہ ہیں۔ تیتلا گڑھ جنکشن جواڑیسہ میں ہے، یہاں تین بجے رات سے گاڑی رکی ہوئی ہے اس وقت ساڑھے آٹھ بجے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی لائن پر آگے کہیں مال گاڑی کے ڈبے الٹ گئے ہیں جس کی وجہ سے گاڑی آگے نہیں جا سکتی ۴؍گھنٹے لائن صاف ہونے میں لگیں گے مگر ۵؍گھنٹے سے زائد وقت گذر چکا ہے دیکھو اور کتنی دیر لگتی ہے۔ خیال آیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا لیا جائے اور خطوط جوابات لکھے جائیں لہذا پہلا خط تمہیں کو لکھ رہا ہوں جب کہ ٹاٹا سے بھی ایک کارڈ لکھ چکا ہوں اور وہ تمہیں امروز دستیاب ہو جائے گا۔ ضروری بات یہ ہے کہ ۴؍اکتوبر کی شام تک تم پہنچ جانا بنارس اور میں رائے پور سے اسی روز آؤں گا ان شاء المولیٰ تعالیٰ یا تو ۳؍اکتوبر کے لئے کاشی سے ریزرویشن کرالو ورنہ صبح پنجاب میل سے سفر کرنا۔ بہرائچ شریف کی حاضری کے لئے پروگرام بنا لیا گیا ہے، خدانخواستہ میں اگر کسی وجہ سے نہ پہنچ سکوں تو تم امیر احمد کے ہمراہ ہو آنا۔ تین اکتوبر کو حلیمہ کے یہاں کا پروگرام ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے تاخیر ہو جائے اور میں رائے پور سے ٹرین نہ پکڑ سکوں ویسے ہر ممکن کوشش کروں گا اس

لئے کہ ۴ر کو بنارس کا ایک پروگرام لے لیا ہے اس میں بھی شرکت ضروری ہے، امید ہے کہ تم نے کانکیر خط لکھ دیا ہوگا۔ یہاں سے وزیانگرم کا سفر ۵ر گھنٹے کا ہے، بارھویں شریف کا جلوس خیر وخوبی سے گذر رہا ہوگا۔ سب کو سلام ودعا

سبطین رضا غفرلہ

۲۵ر ستمبر ۱۹۹۱ء

اپنے شہزادہ وجانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (۵ر خط)

عزیزم سلمان میاں سلمہ دعا خیر وعافیت

خیریت موجود وخیریت مطلوب، ہفتہ کے دن تمہارا کارڈ ملا تھا، دوسرے دن اتوار تھا پیر کے دن صبح پہلی بس سے راج نانڈگاؤں چلا گیا کل دوپہر واپس ہوا، آج بفضلہٖ تعالیٰ پہلا روزہ شروع ہوا کل تک گرمی بہت زیادہ تھی لیکن قدرت کا انتظام کہ شام ہی سے بادل آنا شروع ہوگیا اور بعد مغرب کچھ بارش بھی ہوگئی رات بھر خوب ابر رہا کبھی کبھی ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں اس وقت بھی ہلکی بادل ہے، وہاں خدا جانے کیا کیفیت ہے۔

مولوی یامین صاحب اتوار ہی کو پہنچ گئے رات سے قرآن پاک شروع ہوگیا، وہاں کون سنا رہے ہیں خدا کرے وہاں بھی موسم ٹھنڈا ہو، کھانے پینے کی احتیاط ضروری ہے افطاری کے وقت شربت پانی زیادہ نہ استعمال کیا جائے لیمو کا شربت ایک ایک گلاس سب پیا کریں مولی تعالیٰ تمام خطرات سے سب کو محفوظ رکھے اس علاقہ میں تو ایک مرض پھیلا ہوا ہے کانکیر میں بھی کئی مریض اس مرض میں مبتلا ہیں اور دو ایک اموات کی خبر بھی ملی۔ تمہارا اسنٹر کہاں ہے قریب یا دور اور امتحان کب ختم ہوا پرچے کیسے ہوئے لکھنا۔ اختر میاں کی خیریت بھی لکھو، نعمان نے لکھا ہے کہ چچی صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہے

میری طرف سے پوچھ لینا مولیٰ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔آمین

سبطین رضا غفرلہ

۲۲/مئی ۱۹۸۵ء

اپنے شہزادہ و جانشین علامہ سلمان میاں مدظلہ العالی کے نام (۶/خط)

عزیزم سلمان میاں سلمہ

دعائیں

گزشتہ جمعہ کو بعد مغرب یہاں پہنچا تھا اور ہفتے کو ایک کارڈ تمہارے نام لکھ دیا تھا غالبا ملا ہوگا، آج ۵/دن ہو جائیں گے یہیں پڑا ہوا ہوں اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ درمیان میں کسی روز کوئی ایسی ٹرین نہیں جو رائے پور تک سیدھی پہنچائے دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے بتایا کہ شجرہ جو چھ ماہ سے پریس والے کے پاس ہے اس نے بدھ کے دن دینے کا وعدہ کیا ہے جو آج خدا چاہے دے گا، ویسے معلوم ہوا کہ وہ اب بھی ٹال مٹول کر رہا ہے کل بروز جمعرات صبح ۷/بجے یہاں سے خدا چاہے روانگی ہوگی، اور رات کو ۳۔۴ بجے رائے پور پہنچوں گا۔اب بلاسپور بھی اترنے کا ارادہ نہیں ہے۔راشدہ کو اگر فائدہ معلوم ہو تو ایک دو بار اور دکھا دینا باقی خیریت۔سب کو دعا کہنا

فقط

سبطین رضا غفرلہ

۹/اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز بدھ

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ حبیبی صاحب کے اصرار پر حضور مجاہد ملت کے حوالے سے حضور امین شریعت کی تحریر بشکل خط

محب گرامی قدر حضرت مولا نا غلام مصطفیٰ حبیبی کا بہت دن سے اصرار رہتا کہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کے تعلق سے کوئی مختصر مضمون قلمبند کیا جائے ۔مگر ابتک مصروفیت کے علاوہ یہ خیال بھی دامن گیر رہا کہ کہاں حضرت کی ذات مقدس اور کجا یہ ہیچمد ان کسی عالم ربانی عارف باللہ صوفی باصفا مرد حق آ گاہ کی حیات پا کیزہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ آدمی ان بزرگ کے حالات زندگی سے پوری طرح واقف ہوخود بھی علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتا ہواسلئے کہ ان حضرات کی پا کیزہ زندگیاں رموز واسرارالٰہی اورسنن رسالت پناہی کی آئینہ دار ہوتی ہے جسے جاننے والے ہی جان سکتے ہیں اور پہچاننے والے ہی پہچان سکتے ہیں ۔میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضرت مجاہدملت علیہ الرحمہ علم کا کوہ گراں ،تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر، اخلاق نبوی کے خوگر، بڑوں کی بارگاہوں میں حد درجہ موؤب، چھوٹوں پر انتہائی شفیق ومہربان اور باطل کے مقابلہ میں پتھر کی چٹان، متواضع ومنکسرالمزاج ایسے کی جو انکی دست بوسی کرتا وہ فورا بلاتاخیر اسکے ہاتھ چوم لیتے جس پر بعض علماء کواعتراض بھی تھا کہ حضرت ہر فاسق وفاجر کی دست بوسی فرماتے ہے حالانکہ فاسق کی اہانت چاہئے نہ کہ تعظیم مگر فقیر کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ حضرت کا کمال انکسار تھا کہ وہ اپنی انا کو بالکلیہ فنا کر دینا چاہتے تھے۔تا کہ انانیت کا شائبہ بھی باقی نہ رہے ظاہر ہے کہ جب کسی کی دست بوسی کی جاتی ہےتو تقاضۂ بشریت

کچھ نہ کچھ تو احساس برتری اسکے دل میں پیدا ہوسکتا ہے حضرت اس احساس کو بھی سرے سے ختم ہی فرما دیتے تھے کہ نا رہے بانس اور نہ بجے بانسوری اسے بھی حضرت کی تواضع و انکساری کہا جائے یا خوردنوزی، اخلاق کریمانہ کا نام دیا جائے یا شفقت بزرگانہ کہ اب سے تقریبا بیس پچیس سال قبل حضرت ہی کے علاقہ اڑیسہ میں ہفتہ عشرہ سفر میں ساتھ رہنے کا اتفاق ہوگیا یہ زندگی میں پہلا اور آخری موقع تھا اس وقت تک نہ میں حضرت سے زیادہ قریب تھا اور نہ ہی انکی شخصیت سے پوری طرح واقف لیکن اس ایک ہی سفر میں حضرت کے حسن اخلاق سے ایسا متاثر ہوا کہ نہ صرف وہ دوری دور ہوگئی بلکہ انکی عزت و عظمت قدر و منزلت دل ودماغ میں گھر کر گئی۔ یہ بھی بزرگی کی علامت ہے کہ جو اخلاص کے ساتھ کسی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ انہیں کا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ میرے پیرومرشد زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا بھی یہی حال تھا کہ جو ایک مرتبہ انکی خدمت میں حاضر ہوتا انہیں کا ہوجاتا۔

حضور مجاہد ملت اس پیر جواں ہمت کا نام ہے جو اپنے قلب مبارک میں قوم وملت کا صحیح درد رکھتے تھے اور بے پناہ عزم محکم کہ قوم وملت کی خاطر اگر جیل جانا پڑا تو گئے ظاموں کا ظلم سہا لیکن تا آخر عمر اپنے موقف سے یک سر موانحراف نہ فرمایا۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں مردوں کی یہ شمشیریں

امیروں میں امیر ایسے کہ ایک بڑے علاقہ کے جاگیردار ہوتے ہوئے بھی ادھر نگاہ اٹھا کے نہ دیکھا قوم وملت کے لئے سب کچھ لٹا دیا اور خود فقیرانہ سج دھج کے ساتھ زندگی گزار گئے عالم باعمل ایسے کہ حضر تو حضر سفر میں بھی نماز نہ چھوڑتے غرض کہ حضرت مجاہد ملت کی

زندگی اس بے راہ روی کے دور میں ہر اعتبار سے عوام وخواص کیلئے ایک بہترین نمونۂ عمل تھی ۔مولیٰ تعالی انکی قبر پاک پر تا حشر رحمتوں کے پھول برسائے اور مسلمانوں کو انکی زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

تعارف مفتی عابد حسین رضوی مصباحی

ولادت:

حضرت علامہ مفتی عابد حسین قادری رضوی مصباحی مدظلہ العالی بن مولانا محمد یونس قادری رضوی حامدی بن محمد ابراہیم مرحوم بن حسین بخش مرحوم بن شیخ مولا بخش مرحوم کی ولادت مبارکہ حضرت مولانا محمد یونس رضوی علیہ الرحمہ کے گھر ۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ ر ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۱ء بروز جمعہ صبح صادق کے وقت قصبہ لاکھا بازار، ضلع مدھوبنی (بہار) ہوئی۔آپ کے والد گرامی حضرت مولانا شیخ محمد یونس رضوی حامدی علیہ الرحمہ اپنے زمانہ کے ایک جید عالم دین، فاضل جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مرید باصفا تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ نے حضرت مفتی صاحب قبلہ کی تعلیم وتربیت مکمل طور پر اپنی نگرانی میں کی،۱۹۷۸ء تا ۱۹۷۹ء مدرسہ شمس العلوم میں زیر تعلیم رہے، ۱۹۸۰ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور تشریف لئے گئے جہاں علوم اسلامیہ کے ماہرین سے منتہی فنون کی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ماہ شعبان ر اپریل ۱۹۸۸ء میں سند فراغت سے سرفراز کئے گئے۔

اساتذۂ کرام:

حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء

المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی، حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی مدظلہ العالی[شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ] حضرت نصیر ملت علامہ نصیر الدین عزیزی مدظلہ العالی[جامعہ اشرفیہ] حضرت مفسر قرآن علامہ عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ [جمدا شاہی] قاضی شریعت علامہ مفتی قاضی محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ معروف ومشہور ہیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ:

الا جامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، جماعت اہلسنت کا ایک علمی اور تعلیمی قلعہ ہے، جس کی بنیاد شہزادۂ سیدی اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں قادری نوری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ نے رکھی، یہ جامعہ تلمیذ ومرید وخلیفہ سیدی اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی قادری رضوی اعظمی محدث اعظم گڑھ کے خوابوں کی تعبیر ہے،اور بانی جامعہ تلمیذ وخلیفہ حضور صدر الشریعہ علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کی انتھک کوششوں کا بہترین ثمرہ ہے،اسی جامعہ کے فارغ التحصیل میں حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی گھوسوی، حضرت قائد اہلسنت علامہ ارشد القادری امجدی بلیاوی، حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان رضوی اعظمی، حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی گھوسوی، حضرت شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں اشرفی الجیلانی، مفکر اسلام علامہ قمر الزماں رضوی اعظمی ، شیخ الحدیث علامہ عبد الشکور عزیزی، اور قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی عابد حسین رضوی مدظلہ العالی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات:

حضرت مفتی صاحب قبلہ جھارکھنڈ کا مرکزی تعلیمی قلعہ ’’ دار العلوم فیض العلوم‘‘ جمشید پور ۱۹۸۸ء میں بحیثیت مدرس تشریف لے گئے، حضرت علامہ ارشد القادری علیہ

الرحمہ بانی جامعہ نے آپ کی علمی صلاحیت کے پیش نظر افتا، قضا اور منصب شیخ الحدیث پر فائز فرمایا۔ ہنوز اسی جامعہ میں اپنی تدریسی صلاحیت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔

بیعت وخلافت واجازت:

آپ ۱۹۷۸ء میں ولی کامل سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے ☆حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ☆حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ [۱۹/شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ/ ۱۱/جنوری ۱۹۹۶ء۔ بمقام بریلی شریف] ☆ حضرت علامہ سید اویس مصطفی بلگرامی مدظلہ العالی ☆محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی، حضرت مولانا سید غیاث الدین ترمذی کالپی شریف ☆ حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی دھام نگر شریف نے اجازات وخلافت سے نوازا۔

حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اور حضرت محدث کبیر مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی نے سند فقہ اور تلمیذ وخلیفہ مجاہد ملت شمس العلما علامہ مفتی نظام الدین حبیبی الہ آبادی علیہ الرحمہ نے دلائل الخیرات شریف، حزب البحر اور نقوش کی اجازت مرحمت فرمائی۔

تصانیف:

[۱] مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا: سیدی اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ شریف اور حدائق بخشش میں جہاں جہاں قطب ربانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نظم و نثر میں مدحت سرائی کی ہے۔ انہیں جمع کیا گیا ہے۔

[۲] مفتی اعظم کی استقامت وکرامت: آپ نے اپنے پیر ومرشد سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کی استقامت و کرامت کو یکجا

کرنے کی ایک بہترین کوشش کی ہے۔

[۳] حضرت ملک العلما حیات وخدمات: تلمیذ ومرید وخلیفہ مجدد اعظم محدث بریلوی، حضرت ملک العلما علامہ مفتی ظفرالدین قادری رضوی محدث بہاری علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات ،تدریسی، تعلیمی، دعوتی، تصنیفی ،روحانی، فقہی اور علم حدیث وتفسیر کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[۴] علامہ ازہری حیات وشخصیت: اس کتاب میں مخدوم گرامی سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات اور فقہی استحضار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[۵] وظائف امام احمد رضا: اس کتاب میں حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے ان وظائف کو جمع کیا گیا ہے جو سیدی اعلیٰ حضرت کے روزانہ کے وظائف میں شامل تھے۔

[٦] ثنائے خواجہ بزبان امام احمد رضا: سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خلاف یہ پروپیگنڈ کیا جانے لگا کہ مولانا احمد رضا صاحب نے تاجدار اجمیر مقدس سرکار خواجہ غریب نواز کی نظم ونثر میں کہیں بھی مدحت سرائی نہیں کی ہے،اس کے جواب میں یہ کتاب ترتیب دی گئی۔

[۷] جہان حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں: اس کتاب کے لئے حضرت مفتی صاحب قبلہ پوری جماعت اہلسنت کی جانب سے لائق صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے مخفی خزانہ کو دنیائے اہلسنت کے سامنے پیش کیا ہے، ہماری جماعت میں حضرت حجۃ الاسلام کی شخصیت ایک مظلوم سی ہے، جنہیں گھر سے باہر والے تک نے نظر انداز کیا ہے، لیکن مفتی محمد عابد حسین صاحب نے ان کی خدمتوں اور تحریکوں کو اس کتاب میں جمع کر کے آخرت

کی پونجی جمع کرلی ہے۔

[۸] ثنائے غوث اعظم بزبان امام احمد رضا: یہ سیدی اعلیٰ حضرت کی کتاب قصیدہ ''اکسیراعظم'' اوراس کی شرح ''مجیراعظم'' کی تلخیص وتسہیل ہے، نظم وشرح دونوں قطب ربانی شیخ عبدالقادرجیلانی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں ایک حسین مجموعہ ہے،

[۹] حیات علامہ سبطین رضاخاں: حضورامین شریعت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ حضوراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔حضرت مفتی صاحب نے ان کی زندگی کے مختصراحوال کوجمع کرکے نیک نام ہوئے ہیں۔

[۱۰] حیات فدائے ملت (سوانح نبیرۂ حضرت صدر الافاضل مرادآبادی) خلیفہ سیدی اعلیٰ حضرت حضرت صدر الافاضل علامہ سیدنعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت فدائے ملت علیہ الرحمہ کے مختصراحوال وکوائف کی جمع کرنے کوشش کی گئی ہے۔

[۱۱] مشکل کشا نمازیں: وہ نمازیں جنہیں ہم پڑھ کراپنے مسائل کاحل جلد تلاش کرسکتے ہیں۔

[۱۲] حیات نورجہاں قادری۔

حج وزیارت:

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خوش نصیبی کہ اللہ تعالیٰ نے دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت اور بارگاہ مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی ہے، آپ نے پہلاحج ۲۰۰۵ء میں اوردوسراحج ۲۰۱۳ء میں کیااورشادکام ہوئے۔

اوصاف وکمالات:

حضرت مفتی عابد حسین رضوی مدظلہ العالی گوناگوں خصوصیات کے مالک ہیں، آپ کی صبح و شام نمونۂ اسلاف ہے، اخلاق کریمانہ کے پیکر اور فکر وفن کے شہنشاہ ہیں،تقویٰ و پرہیز گاری کے خوگراورسنت رسول کریم کے عملی تفسیر ہیں،اللہ تعالیٰ نے فنی کتب پڑھانے کا ملکہ عطا فرمایاہے،تصنیف تالیف آپ کا محبوب مشغلہ ہے،طلبائے مدارس اسلامیہ آپ کی تدریسی صلاحیت اور ارباب فکروفن آپ کی قلمی اور تحقیقی لیاقت کے معترف ہیں۔سینکڑوں طالبان علوم نبویہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔اپنے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم ہندعلیہ الرحمہ سے حددرجہ محبت فرمایا کرتے ہیں،ان کے فتاویٰ پر عمل کرنادارین کی سعادت مندی تصور کرتے ہیں۔

مکتوب بنام مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم (ا رخط)

مولانا المکرم جناب مفتی عابد حسین صاحب زیدا کرامکم

سلام مسنون، مزاج گرامی

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔حضرت مولانا مفتی ۹۲ مسلم صاحب شمسی سے مولانا طیب صاحب کے انتقال پر ملال کی خبرسن کرسخت صدمہ ہوا،مولیٰ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اورانکے پسماندگان کوصبر کی توفیق بخشے۔آمین

موت برحق ہے کسی وقت بھی آسکتی ہے مگر جواں سال عالم اوروہ بھی سنا ہے کہ پسماندگان میں صرف چندخوردسال بچوں اور بیوہ کوچھوڑ گئے ہیں یہ اور باعث تکلیف ہے مگر مشیت ایزدی میں کسے چارہ ہے،مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔بچوں کی عمر کیاہے، لکھئے گا۔ بہتر ہوگا کہ بڑے بچوں کو مدرسہ میں داخل کرلیاجائے اوران کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا

جائے۔ دو تین ماہ قبل مرحوم سے برگڑھ اڑیسہ کے ایک جلسہ میں ملاقات ہوئی تھی ،کیا خبر تھی کہ یہ آخری ملاقات ہے۔افسوس صد افسوس،

اجازت سلسلہ کی سند بھیجنے کا بہت دن سے ارادہ تھا مصروفیت کے باعث معاملہ آج کل میں ٹلتا رہا یہاں تک کہ مرحوم رخصت ہوگئے ، غالبا ان کا تقاضا بھی آیا تھا بہر حال آپ دونوں کے لئے بھیج رہا ہوں۔وصولیابی نیز خیریت سے مطلع فرمائیں۔فقط

دعا گو

سبطین رضا غفرلہ

۱۹/شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

مکتوب بنام مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم (۲/خط)

مولانا المکرم زید اکرامکم

دعاء القرون ، خیریت موجود و خیریت مطلوب

آپ کا محبت نامہ ملا تھا، ناسازئ طبع کی وجہ سے جواب لکھنے سے معذور رہا۔آپ کے خط کا جواب اور سند لکھ کر مولوی مجیب صاحب کو دے دی گئی تھی جوانہوں نے اب تک پہنچا دی ہوگی، کمزوری کے باعث لکھنا بھی دشوار ہو رہا ہے لہذا ختم کرتا ہوں باقی خیریت، احباب و پرسان حال سے سلام کہیں۔

فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ

۱۸/۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء

مکتوب بنام مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم (۳؍خط)

مولانا المکرم زیداکرامکم

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔گرامی نامہ موصول ہوکر کاشف احوال ہوا، آپ کی محبت اور یادآوری کا شکریہ، جواباً عرض ہے کہ اجلاس کی کامیابی کے لئے کسی ساحرالبیان مقرر کی ضرورت ہوتی ہے، فقیر سے تقریر نہیں ہو پاتی، احباب کی زبردستی سے جو کچھ بن پڑتا ہے کہہ دیتا ہوں اور اب تو صحت کی خرابی کی وجہ سے اور بھی معذور ہوتا جارہا ہوں ویسے آپ نے لکھا ہے تو حاضر ہو جاؤں گا۔اگر چہ یہ تاریخیں بھی بہت مصروفیت کی ہیں۔

ہفتہ عشرہ میں وطن جانے کا پروگرام ہے عرس رضوی میں وہیں رہوں گا ان شاء المولیٰ الکریم، لہذا اس پتہ پر جواب تحریر فرمائیں۔

محلہ کانکرٹولہ پرانا شہر بریلی یوپی

فقط والسلام

احقر سبطین رضا غفرلہ

۲۹؍جولائی ۱۹۹۱ء

مکتوب بنام مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم (۴؍خط)

محبی حضرت مولانا عابد حسین صاحب مصباحی استاذ فیض العلوم جمشید پور کی کتاب ''مفتیٔ اعظم کی کرامت و استقامت'' دستیاب ہوئی، حسن اتفاق کہ اسے بالاستیعاب پڑھنے کا موقع مل گیا، کتاب اگر چہ اپنی افادیت کے اعتبار سے بہت خوب

ہے جس سے عوام وخواص یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن یہ اس ذات قدسی صفات کے حالات وواقعات پر مشتمل ہے جو علم کا بحر بے کراں اور شریعت وطریقت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھی۔ جس کی حیات طیبہ کے صرف دو گوشوں پر مولانا نے روشنی ڈالی ہے۔ پہلا استقامت کہ جس کے اعتبار سے انہیں جبل استقامت کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، دوسرا رہی کرامتوں کی بات تو وہ شب وروز دن ورات چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ظہور میں آتی رہیں کہ انہیں کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے تو ایسی دو چار کتابیں بھی ناکافی ہوں گی۔

ایک ہنگامۂ محشر ہو تو اس کو بولوں
سینکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

پھر سب سے بڑی خوبی یہ کہ حضرت کا جو کام بھی ہوتا وہ رب کریم اور اس کے رسول عظیم کی رضا وخوشنودی کے لئے ہوتا، ریا کاری ونام ونمود سے ہمیشہ دور ونفور رہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی معاملہ میں ریا کاری کا شائبہ بھی ہو ان کا ظاہر وباطن یکساں تھا جو دل میں ہوتا وہی زبان پر اور جو زبان پر ہوتا وہی دل میں، حکم شرع بیان کرنے پر آتے تو اس میں اپنے اور پرائے کا کوئی امتیاز نہ فرماتے، خلاف شرع کسی امر میں اپنا بھی کوئی زد پر آ گیا تو بلاخوف لومۃ لائم اور بلارعایت شرعی حکم بیان فرماتے۔

چنانچہ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک صاحب جو دور کے رشتہ میں بھی کچھ ہوتے تھے انگریزی تعلیم یافتہ اور اسی وضع قطع سے دلدادہ تھے ٹائی باندھے حضرت کے سامنے آ گئے بس پھر کیا تھا حضرت کو جلال آ گیا ان کی ٹائی پکڑ کر ہلائی کہ یہ کیا ہے عیسائیوں کا شعار ہے جس میں قرآن کا رد ہے وغیرہ وغیرہ ہماری نوجوانی کا زمانہ تھا اور حضرت کی اس وقت داڑھی سیاہ تھی چھوٹے مولانا اور بریلی کے مفتی صاحب کہلاتے تھے جب کہ بڑے بھائی

حضرت حجۃ الاسلام کو لوگ بڑے مولانا صاحب کہتے تھے اس زمانہ کی بات ہے کہ کسی شاعر نے وہ شعر جلی قلم سے خوب صورت طغریٰ کی شکل میں پیش کئے تھے

فقیہ و مرشد ما مصطفےٰ رضا خاں ہیں
خدا بلند کرے ان کا کوکب اقبال
یہی نقی ہیں بریلی کے بے ریا ایسے
کہ ثانی چشم بصیرت کو دیکھنا ہے محال

یہ صرف شاعر کی تک بندی یا عقیدت مندی نہیں بلکہ حقیقت حال ہے ذرا سوچئے کہ جب جوانی میں یہ حال تھا تو زمانۂ کہولت اور ضعیفی کی عمر کو پہنچنے تک جب کہ چھوٹے مولانا اور بریلی کے مفتی کے حدود سے نکل کر تاجدار اہل سنت، مفتیٔ اعظم، مظہر غوث اعظم، عارف باللہ، مرد حق آگاہ اور نہ جانے کتنے اعلیٰ آداب والقاب سے یاد کئے جانے لگے تو اس وقت تقویٰ و پرہیزگاری اور عدم ریا کا کیا حال ہوگا۔ جس کے عینی شاہد ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آج بھی موجود ہوں گے جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں ویسے تو آداب والقاب کی آج کل بھرمار ہے جسے جو چاہا لکھ دیا جاتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس دور میں مذکورہ بالا القاب وآداب حضرت ہی کو زیب دیتے تھے۔ الا ماشاء اللہ

مسلسل علالت و کمزوری کے باعث حافظہ بھی نہایت کمزور ہو چکا ہے، کچھ لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں لیکن مصنف کتاب ہذا کے پیہم اصرار پر یہ سطریں سپرد قلم کر دی ہیں، خدائے تعالیٰ قبول فرمائے اور مولانا کی کتاب کو بھی قبولیت عام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سراپا معصیت: سبطین رضا غفرلہ ۲۷ر رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

مکتوب بنام مفتی عابد حسین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم (۵ / خط)

مولانا المکرم زید اکرامکم

سلام مسنون ۔ طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔

۱۲ / مئی کو ممبئی کے لئے روانہ ہوا تھا اور وہاں سے ۱۵ / کو پہلے کراچی اور بعدہ جدہ کے لئے روانگی عمل میں آئی تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ سفر حج وزیارت سے فراغت کے بعد ۶ / جولائی کو کانکیرواپس پہنچا تو ڈاک میں آپ کا ۱۱ / مئی کا محبت نامہ نظر نواز ہوا جس میں مولانا مرتضیٰ صاحب کے بارے میں تحریر ہے مگر افسوس کہ اپنے یہاں کی دو ہی جگہیں تھیں اور وہ دونوں پُر ہو چکی ہیں، اپنی روانگی سے قبل بریلی گیا تھا وہاں اتفاق اس وقت دو مدرس مل گئے تھے جو کام کر رہے ہیں ۔ نہیں معلوم کہ مولانا غلام مرتضیٰ صاحب کہیں لگے یا نہیں مطلع کیجئے گا۔

دو ایک روز میں یہاں سے روانہ ہو کر رائے پور ناگپور اور بھوپال ہوتا ہوا خدا چاہے بریلی پہنچوں گا جہاں عرس رضوی تک قیام رہے گا۔ بمضمون واحد مولانا مفتی مسلم صاحب کے گرامی نامہ کا جواب بھی ہے لہذا انہیں بھی خبر کریں، اور وہاں سب سے سلام کہیں۔

فقط

سبطین رضا غفرلہ

۱۰ / جون ۱۹۹۶ء

تعارف حضرت مولانا تراب الدین رضوی صاحب

حضرت مولانا محمد تراب الدین رضوی قادری صاحب قبلہ کی پیدائش کھاری پاڑہ، اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور (مغربی بنگال) میں ہوئی، آپ کے والدگرامی جناب شیر محمد رفاقتی صاحب اور آپ کی والدہ ماجدہ مرحومہ فاطمہ بی صاحبہ نے بڑی ہی مسرت کا اظہار کیا اور بہت نازونعم کے ساتھ آپ کی پرورش کی، اچھے اور لائق استعداد اساتذہ کرام کی تربیت میں دی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم غریب نواز الہ آباد تشریف لئے گئے، ۱۹۸۳ء میں فراغت حاصل کی۔ اور آپ نے دین اسلام کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے خود کو وقف کر دیا۔

سن ۱۹۹۱ء میں حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ کے سالانہ جلسہ میں پہلی مرتبہ تشریف لائے، سارا علاقہ مسرت وشادمانی میں جھوم اٹھا، آپ کی خدمت میں مدرسہ کی سرپرستی ذمہ داران مدرسہ نے پیش کی، حضرت نے سرپرستی قبول فرماتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔ اور مولانا تراب الدین رضوی صاحب قبلہ کو حضرت علیہ الرحمہ نے بلاطلب تعویذات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۹۹۲ء میں عرس رضوی کے پر بہار موقع پر جاوید کھاکھو، اور حنیف روکڑیا صاحبان کی موجودگی میں حضرت علیہ الرحمہ نے زبانی خلافت کی دولت سے سرفراز فرمایا اور رائے پور سے مولانا عبدالوحید صاحب نوری کی معرفت سند اجازت ارسال فرمایا۔

۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۵ء تک مسلسل اکولہ، قلم نوری، بنگولی، نظام آباد، بودھن، پربھنی، شرڈ شاہ پوری وغیرہ حضور امین شریعت کی آمد ہوتی رہی، اور کافی تعداد میں

افراد داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ ہوئے۔

الحمد للہ! آپ کی دینی خدمات بھی کئی دہائیوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے، علمائے اہل سنت کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم سنی علماء بورڈ کے آپ صدر بنائے گئے، نیز آپ کا قائم کردہ اسلام پور، دیناج پور [مغربی بنگال] میں ایک دینی اقامتی ادارہ ہے جس کی سرپرستی شہزادۂ امین شریعت علیہ الرحمہ علامہ سلمان رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی فرمارہے ہیں۔

مکتوب بنام حضور امین شریعت

مخدومنا المکرم زیدت عنایتکم الوافرہ

امید کہ مزاج بعافیت ہے

خدمت عالیہ میں عرض یہ ہے کہ یاد دہانی کے لئے یہ مکتوب حاضر کر رہا ہوں امید ہے کہ قبول فرمائیں گے اور مقررہ تاریخوں میں تشریف آوری کی زحمت بھی، یہاں پر کل پروگرام ۶ ر دن کا ہے دو دن ہمارے دار العلوم میں اور باقی ۴ ر دن علاقے۔ اور کچھ مشربی اشاعت بھی کرنی ہے اس لئے حضور سے گزارش ہے کہ اگر حضور کا شجرۂ مبارکہ ہو تو خاصی تعداد میں ہمراہ ہونا بہتر ہے کیوں کہ اس علاقہ میں دستور ہے کہ لوگ داخل سلسلہ ہونے کے بعد شجرہ طلب کرتے ہیں۔ ۷ ر فروری کی صبح تک آکولہ پہنچ جانا بہتر ہوگا ہم وہاں پر حاضر رہیں گے باقی حالات لائق شکر ہیں جواب عنایت فرمائیں

والسلام مع الاحترام

محمد تراب الدین رضوی

ناندیڑ

مکتوب بنام قاری اشفاق انجم صاحب

الحاج عزیزم جناب حافظ اشفاق صاحب

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ ۲۴؍جون کو جب بریلی سے رائے پور واپس پہنچا تھا تو معلوم ہوا کہ آپ بخیروخوبی شادکام دوبارہ سفرحج سے واپس آچکے ہیں۔ ملنے کا خیال کیا تو پتہ چلا کہ مکان گئے ہوئے ہیں لہذا بذریعۂ خط دلی مبارک باد پیش کررہا ہوں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے اوردارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔آمین

آپ بھی دعا کریں کہ رب تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی جلد اس مقدس دیار کی حاضری نصیب فرمائے اورموجودہ پریشانیوں کودورفرماکراطمینان عطافرمائے۔آمین

دعاگو

سبطین رضاغفرلہ

تعارف حضرت قاری ابرار احمد رضوی صاحب

ولادت:

حضرت مولانا قاری ابرار احمد رضوی کی پیدائش ۲؍مارچ ۱۹۶۹ء بانپور ضلع جموئی صوبہ بہار میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام جناب محمد سعید خان صاحب مرحوم اور حضرت والدہ ماجدہ کا نام محترمہ اختری خاتون صاحبہ مرحومہ تھا۔

تعلیم وتربیت:

حضرت مولانا موصوف نے ناظرہ اور اردو کی تعلیم گاؤں کے مکتب میں مرحوم مولوی ہارون رشید صاحب سے حاصل کی، پھر پہلی کلاس سے آٹھویں کلاس تک قریب کے اسکول میں تعلیم ہوئی، صوبۂ بہار کی معیاری درسگاہ دارالعلوم فیض الباری نوادہ بہار میں داخلہ لے کر از اعدادیہ تا رابعہ تعلیمی سلسلہ چلا، اس کے بعد جامعہ حمیدیہ بنارس میں ارباب علم وفن کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کے جامعہ رضویہ منظر اسلام سے دستار فضلیت حاصل کی اور قرأت کی سند بھی یہی تفویض کی گئی۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام:

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا صفحۂ ہستی پر وجود تلمیذ ومرید وخلیفۂ سیدی اعلیٰ حضرت، حضرت ملک العلما علامہ مفتی ظفر الدین قادری رضوی محدث بہاری علیہ الرحمہ کی تحریک کا بہترین نتیجہ ہے، سیدی اعلیٰ حضرت نے اس کی بنا رکھی، حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں قادری نوری رضوی علیہ الرحمہ اور سرکار حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں

محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تمام امور کی ذمہ داریاں اپنے سر لیں، اس جامعہ کے اولین طلبا میں حضرت ملک العلما علامہ ظفر الدین رضوی بہاری، علامہ عبدالرشید عظیم آبادی شمار کئے جاتے ہیں، اسی جامعہ کے متعلمین میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق قادری رضوی جبلپوری، حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی، سلطان الواعظین شہزادۂ محدث سورتی علامہ عبد الاحد قادری رضوی پیلی بھیتی، حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی، مفسر اعظم ہند علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی حامدی لائلپوری، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز امجدی محدث مرادآبادی، حضرت شمس العلما علامہ مفتی شمس الدین رضوی جونپوری، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی علیھم الرحمہ جیسے جلیل القدر علمائے ربانین، مشائخ، مدبرین، مفکرین، اصحاب قرطاس وقلم اور ارباب سیاست وسماجیت نے جنم لیا۔ اس جامعہ کے ۱۰۰ ؍سال مکمل ہوچکے ہیں، اور آج بھی پورے آن وبان وشان سے ہی اپنے بانی کے بنائے ہوئے دستور پر جامعہ قائم ہے۔ اسی جامعہ کے ایک ہونہار طالب علم اور فارغ التحصیل حضرت مولانا قاری محمد ابرار احمد رضوی صاحب قبلہ کی ذات گرامی ہے۔

اساتذۂ کرام:۔

۱) حضرت مولانا جمال احمد رضوی علیہ الرحمہ [دارالعلوم فیض الباری، نوادہ]

۲) حضرت مولانا عاقل رضوی [جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف]

۳) حضرت مولانا اعجاز انجم لطیفی [جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف]

۴) حضرت مولانا مفتی محمد یامین رضوی [جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس]

۵) حضرت مولانا سید کفیل احمد رضوی [جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف]

حج وزیارت:

حضرت مولانا موصوف مدظلہ العالی نے ۱۹۹۴ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور ۲۰۱۸ء میں رمضان المبارک کے مقدس ایام میں عمرہ اور روضۂ انور کی زیارت سے بہرہ مند ہوئے۔

دینی خدمات:

حضرت تقریر اور تحریر کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات حتی الامکان کررہے ہیں، غلط رسم ورواج کی بیخ کنی اور جاہل پیروں کے خلاف تحریک جاری وساری ہے، ان کی محنت شاقہ کا یہ صلہ ہے کہ بہت سے حضرات آپ کے توسط سے سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوکر فیضان رضا سے مالا مال ہورہے ہیں۔

تعمیری خدمات:

حضرت نے تعلیمی فروغ کے لئے بھی اپنی تحریک جاری رکھا ہے، بچوں کے لئے ایک تعلیمی ادارہ بنام ''مدرسہ نوریہ فیض الاسلام'' اور بچیوں کے لئے ''مدرسۃ البنات گلشن فاطمہ'' اپنے وطن بانپور ضلع جموئی بہار میں قائم کیا ہے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں نونہالان اسلام زیور تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔

حضور امین شریعت سے رابطہ:

کیشکال (چھتیس گڑھ) کے علاقہ میں حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ''دار العلوم فیض الاسلام''، تعلیمی فروغ میں سرگرداں تھا، یہاں کے لئے ایک ہونہار مدرس کی ضرورت تھی، حضرت مولانا مشرف عالم مظفر پوری صاحب قبلہ، یہاں کے صدر

مدرس تھے، انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا، اس وقت میں بریلی شریف کی ایک مسجد میں خطیب و امام تھا، مجھے لیکر پرانا شہر کانکر ٹولہ (بریلی شریف) حضرت علیہ الرحمہ کی دولت کدہ پر تشریف لئے گئے۔ حضرت نے کچھ ضروری سولات کئے تشفی بخش جواب ملنے پر کیشکال جانے کا حکم فرمایا۔

بیعت وخلافت:

شعبان المعظم میں تعطیل کلاں ہوئی، حضرت سے وطن جانے کی اجازت کے لئے بعد نماز ظہر کانکیر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کے لئے آپ کے در دولت حاضر ہوا، چند لمحات روحانی فیضان سے مالا مال ہوتا رہا اور پھر رخصتی کی اجازت طلب کی، آپ کے حجرۂ مبارکہ سے جونہی باہر نکلا جناب حماد میاں نے آواز دی کہ حضرت دریافت فرما رہے ہیں کہ آپ کو خلافت دی ہے؟ جب میں نے نفی میں جواب دیا تو کہا ٹھہرئے، پھر حضور امین شریعت نے اپنے بزرگوں سے حاصل کردہ روحانی عطیہ ہمیں عطا فرمایا اور دستخط کر کے سند خلافت سے سرفراز فرمایا۔

☆☆☆

مکتوب بنام قاری ابرار صاحب کیشکال

جناب مولانا قاری ابرار احمد صاحب

السلام علیکم

پہلے تو باسی تباسی عید کی مبارک باد قبول کریں بعدہ رسید بک اور رقم بھیج رہا ہوں سب رقم کا حیلہ ہو چکا ہے۔صرف دھرم جے گڑھ کے پانچ سو رہ گئے ہیں اس کا حیلہ کرا کر شامل کر لیں جو رسیدیں نہیں پھٹی ہیں وہ باہر کی رقم ہے، پھٹے رسیدوں میں لکھے ہیں انہیں پتوں پر بھیج دیں اور رقم کا اندراج رجسٹر میں کر کے بک آفس میں جمع کر لیں یہ بہت پرانی بک ہے، آخر میں جو رسیدیں میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں یہ ان کی رقم ہے۔اکیاون روپیہ حیلہ شرعی کروا کر اسی رقم سے دیئے ہیں وہ خرچ میں لکھ لئے جائیں۔صبح خدا چاہے دورہ پر جا رہا ہوں واپسی میں دیر ہوگی اس لئے حاجی عبدالشکور کی معرفت بھیج رہا ہوں حصول یابی کی رسید انہیں دے دیں گے۔اقبال والیاس صاحبان سے و دیگر احباب سے سلام کہیں، طلبا کو دعا کہیں۔کل رقم ۳۲۶۰ روپیہ ہیں

فقط

سبطین رضا غفرلہ

۴ رشوال المکرم ۱۴۱۷ ھ

بعد مغرب

تعارف حضرت مولانا محمد ذاکر حسین رضوی

عالم نبیل حضرت مولانا محمد ذاکر حسین قادری رضوی صاحب قبلہ کی ولادت باسعادت ۱۹۶۱ء میں ہوئی، آپ کے والد گرامی جناب محمد اسیر الدین ایک دین دار ذہن وفکر کے مالک تھے، حضرت مولانا موصوف علوم شرعیہ میں عالم، فاضل، حافظ وقاری سند یافتہ ہیں، آپ کا میدان کارساز تبلیغ وتقریر اور روحانی علاج ہے۔ اور آپ کا مستقل مشغلہ دوا خانہ ہے۔ آپ نے ۱۹۸۴ء میں سرزمین سمبلپور اڑیسہ کو اپنے قدوم میمونت سے سرفراز فرمایا اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔

بیعت وخلافت:

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ نے سمبلپور اڑیسہ کے ایک جلسہ میں ۹؍مارچ ۱۹۸۹ء میں شرف خلافت سے سرفراز فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ اور حضرت علامہ تحیٰ حسن میاں مدظلہ العالی سے بھی شرف خلافت حاصل ہے۔

دینی خدمات:

۱] حضرت مولانا ذاکر حسین رضوی صاحب قبلہ مدرسہ مصباح العلوم دار الیتامیٰ ارھا بھائی تھاریہ کے صدر المدرسین نیز صدر جامع مسجد اور عیدگاہ کی امامت پر ایک عرصہ تک فائز رہے۔

۲] دار العلوم تاج المدارس کی تعمیر وترقی اور درس وتدریس کا آغاز فرمایا نیز صدر المدرسین اور مہتمم اور نگراں کے فرائض کو ایک طویل مدت تک نبھایا۔

۳] تحفظ مسلم پرسنلا اور شاہ بانو کیس کے سلسلے میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تحریک پر اپنے ۲/ معاونین جناب عبد المجید فیضی اور جناب سکندر رضوی کے ہمراہ لکھنو میں ۱۴۳۳/ فدائین اسلام کی گرفتاری میں شامل رہے۔ بحمدہ اللہ تعالیٰ یہ تحریک کامیاب ہوئی۔

۴] خانقاہ رضویہ کا سمبلپور میں قیام، جامعہ امہات المؤمنین اور رضا مسجد کے قیام کے لئے جہد مسلسل اور ادارہ ہذا کے لئے زمین کا حصول، آپ کی مساعئ جمیلہ ہیں۔

۵] ۱۹۸۴ء سے آج تک عقائد باطلہ کے بطلان اور عقائد صحیحہ کی نشر و اشاعت اور مسلک حنفیہ رضویہ یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اوخواتین اسلام میں بیداری کی مہم ،آپ کی موجودہ مصروفیات میں شامل ہیں۔

محاسن وکمالات:

آپ خوش اخلاق، حکمت وتدبر کے شہنشاہ، فکروفن کے تاجور، علماء کے مرجع اور مشائخ کے نورنظر ہیں، منکسر المزاجی آپ کا طرۂ امتیاز ہے، عجز وانکساری کے پیکر ہیں، مسلک کے معاملات میں تصلب آپ کی انفرادی شناخت ہے، علماء کی قدر اور طالبان علوم نبوت سے پیار آپ کی خصوصیات میں شامل ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضائل و کمالات کا سرچشمہ بنایا ہے۔

مکتوب بنام مولانا ذاکر حسین صاحب (۱۱؍خط)

محب مکرم زید اکرامکم

السلام علیکم

خیریت طرفین مطلوب۔ آپ کا خط آیا تھا اس کا جواب لکھنے کی نوبت نہ آسکی تا آنکہ دوسرا محبت نامہ بھی مل گیا، آپ کے لئے دعا کی جا رہی ہے، خدائے تعالیٰ قبول فرمائے کاروبار میں ترقی ہو قرض سے سبکدوشی حاصل ہو اور ہر طرح کی خیر و برکت حاصل ہو، دشمنوں کے شر سے حفاظت امن و عافیت و سلامتی کے ساتھ تا دیر زندہ و تندرست رہیں۔ آمین

ایک ہفتے سے شدید نزلہ کا شکار ہوں، آج سحری کے وقت سے سینہ میں درد ہو رہا ہے، کمزوری بڑھتی جا رہی ہے، کسی کام میں جی نہیں لگتا ہے یہ ہمارا حال ہے، آپ ہمارے لئے دعا کریں، ازھری میاں آج کل عمرہ کے لئے گئے ہوئے ہیں واپسی پر اگر ملاقات ہوئی تو تاریخ کے لئے کہا جائے گا۔ نظام صاحب کے لئے تین تعویذ جو ان کی لڑکیوں کے لئے ہیں ان کے لفافہ میں بھیج رہا ہوں، لڑکیوں کے گلے میں باندھے جائیں۔

ایک خوش خبری یہ ہے کہ عزیزی سلمان میاں سلمہ کا عقد ۳۱؍جنوری کو پڑھوا دیا ہے رخصت بعد کو ہوگی۔ ازھری میاں کی بڑی لڑکی کی شادی ۳۰؍کو ہوئی خیال ہوا کہ لگے ہاتھوں یہ بھی ہو جائے چنانچہ فوری تیاری کی گئی اور بہت سادگی سے نکاح ہو گیا کسی کو اطلاع بھی نہ دی جا سکی۔ برکت کے لئے دعا کریں گے۔ گھر میں اور باہر سب کو سلام اور بچوں کو دعا۔ فقط

دعا گو: سبطین رضا غفرلہ ۲۲؍فروری ۱۹۹۵ء بروز بدھ

مکتوب بنام مولانا ذاکر حسین صاحب (۲/خط)

عزیزم حافظ مولانا ذاکر صاحب

سلام مسنون

دعاء القرون، طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ آپ کا خط آیا حالات وکوائف کے بارے میں پڑھ کر افسوس ہوا مگر خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ رمضان المبارک میں مجھ سے سوائے روزہ رکھنے نماز وتر اوتح اور تھوڑی بہت تلاوت قرآن پاک کے اور کچھ نہیں ہو پاتا جو کام بآسانی ہو سکتے ہیں وہ بھی نہیں کر پاتا اسی لئے آپ کے جواب میں قدرے تاخیر ہوئی اور کچھ نہ خیال کیجئے گا۔

ایک تعویذ چھوٹا سا رکھ رہا ہوں اسے آپ باندھ لیں سیدھے بازو پر، یہ ہر ارادے میں کامیابی اور دشمنوں پر غلبہ کے لئے ہے خدا چاہے تو فائدہ محسوس کریں گے۔

رہی وہ بات جو آپ نے لکھی ہے اس کے لئے ان کے ناموں اور ان کی ماؤں کے نام کی ضرورت ہے، جو مجھے معلوم نہیں ہیں، آپ کے پاس تو کتاب موجود ہیں اور اس میں اس ضرورت کے لئے ایک سے ایک عمل ونقوش ہیں انہیں سے کام لیجئے خدا چاہے خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

مگر یہ خیال رہے کہ اس ضرورت کے لئے ساعت مریخ مناسب بتائی جاتی ہے جو منگل کے دن طلوع آفتاب کے وقت ایک گھنٹہ رہتی ہے اس وقت یا ہفتہ کے دن اور منگل کے دن زوال کے وقت بھی کر سکتے ہیں۔ باقی خیریت، گھر میں سب کی جانب سے سلام دعا کہیں، بچہ کو پیار۔ عید کی مبارکباد پیشگی قبول کریں۔ فقط والسلام

منتظر جواب: سبطین رضا غفرلہ

مکتوب بنام مولانا ذاکرحسین صاحب (۳؍خط)

عزیزی جناب مولانا ذاکرحسین صاحب

سلام مسنون

اس روز آپ لوگوں سے رخصت ہوکر بخیریت تمام رائے پور پہنچا۔ دو ایک روز بعد خیال آیا کہ اپنے گلے میں جو تعویذات تھے وہ نہیں ہیں معاً خیال آیا کہ سمبل پور مدرسہ کے غسل خانہ میں جمعہ سے قبل غسل کیا تھا غالبا وہیں رہ گئی اس لئے کہ تعویذات کا اتارنا اور کیل میں لٹکانا تو یاد ہے لیکن پہننا یاد نہیں آرہا ہے چونکہ عجلت کا وقت تھا اس لئے بھول جانا کوئی تعجب کی بات نہیں، نور محمد کو فون کرایا تھا انہوں نے کہا کہ میں دیکھ کرلے آؤں گا اورکسی کے ہاتھ بھیج دوں گا، اس کے بعد سے خبر نہ ملی کہ وہ تعویذات ملے یا نہیں، اسی ضرورت سے یہ خط لکھ رہا ہوں، واپسی ڈاک مطلع کریں کہ وہ ملا یا نہیں؟ اگر وہاں نہیں ہیں تو پھر خدا جانے کہاں رہا۔ ان میں حضرت علیہ الرحمہ (مفتیٔ اعظم ہند) کے ہاتھ کے تعویذات تھے اس لئے اور بھی فکر ہے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی بھی تمام پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین

سبطین رضا غفرلہ

مکتوب بنام مولانا ذاکرحسین صاحب (۴؍خط)

محب ومخلص جناب مولانا حافظ ذاکر صاحب زیدحبہ

سلام مسنون

طالب خیر بفضلہٖ تعالیٰ مع الخیر ہے، کل بھلائی کے پروگرام سے جب واپس کچھ دیر کے

لئے رائے پور آیا تو آپ کا ۱۹؍اگست کا خط ملا اس سے پہلے کا بھی آیا تھا جس کا جواب غالباً دے دیا تھا، ملا ہو گا۔

جی ہاں! ۱۱؍ستمبر کی تاریخیں طے ہیں لیکن یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ ۱۱؍کا پروگرام ہونے کے بعد ۱۲؍کی صبح مجھے رائے پور پہنچنا ضروری ہے، یہ بھی تو طے ہے جس کا آپ کوئی ذکر ہی نہیں کر رہے ہیں نہ پہلے خط میں اس کا تذکرہ نہ اس خط میں، اس کے لئے ابھی سے ریزرویشن کرا کے رکھئے دو برتھ کا ایک راقم الحروف کا جس کا نام آپ کو معلوم ہی ہے، عمر ۷۰؍سال اور دوسرا یعقوب کا عمر ۳۰؍سال اگر دوسرے مقررین کو آپ دعوت دے رہے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ یعقوب کی جگہ ادارہ کے مشیر اعلیٰ صاحب کا ریزرویشن کرائیں۔ اگر پروگرام کے بعد رات میں ایکسپریس ملنے کی امید ہو تو اس سے کرائیں کہ وہ صبح ۵؍بجے رائے پور پہنچا دیتا ہے اور اگر پروگرام ختم ہونے کے بعد اس کے ملنے کی امید نہ ہو تو پھر میل ہاوڑا ممبئی سے ہی کرائیں کہ وہ دن کو ۱۰؍بجے رائے پور پہنچتا ہے۔ رائے پور آنے کے بعد فوراً مجھے کوربا جانا ہے جہاں کا راستہ کم از کم چھ گھنٹے ہیں۔ اور وہاں کا پروگرام سال گزشتہ سے نوٹ تھا، ۳؍یوم کا، جس میں سے ایک دن کم کر کے آپ کے دو دن پورے کئے ہیں، یہ سب اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ اس کی اہمیت کو سمجھیں اور ٹال مٹول نہ کریں بلکہ پہلی فرصت میں ریزرویش کرائیں۔

احقر کو خبر کریں مطمئن قلبی۔ دستور العمل کی کاپی خدا چاہے لے آؤں گا جو ابھی سے اٹیچی میں رکھ لی ہے، اب آپ **یا رفیق یا شفیق نجنی من کل ضیق برحمتك یا اللہ** ہر نماز کے بعد ۵؍مرتبہ اور فجر یا عشاء کے بعد ۷۵؍مرتبہ پڑھا کریں اول آخر درود پاک ۱۵؍بار ۱۵؍بار۔ برائے کشائش ظاہری و باطنی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی

پریشانیوں کو دور فرما کر اطمینان عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

دعا گو

سبطین رضا غفرلہ

مکتوب بنام مولانا ذاکر حسین صاحب (۵ رخط)

عزیز القدر محب من جناب حافظ ذاکر حسین صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

خیریت موجود و خیریت مطلوب۔ دو ماہ اور دس بارہ دن بعد ۵ رجون کو بخیر وعافیت کانکیر واپسی ہوئی اور صرف دو روز کے قیام کے بعد پھر کھینچا تانی شروع ہو گئی چنانچہ اس قلیل سے وقت میں یہ دوسرا دورہ اڑیسہ کا ہے جو صرف دو شادیوں کی شرکت پر منحصر ہے۔ کل دوپہر یہاں بھوانی پٹنم آیا ہوں، اور ۳۰ رکو خدا چاہے کانٹا بھانجی بلکہ راجہ کھریار سے واپسی عمل میں آئے گی۔ اسی کشاکش میں خط لکھنے کی نوبت نہ آئی ورنہ بریلی ہی سے خط لکھنے کا ارادہ تھا ویسے رمضان المبارک میں دو خط لکھے تھے بریلی سے جن میں ایک کی وصول یابی کی اطلاع مل گئی تھی مگر دوسرے کی کوئی خیر خبر نہیں نہ اس خط میں آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ بہر حال آپ کا یہ ۱۴ رجون کا لکھا ہوا لفافہ پرسوں روانگی کے دن کانکیر میں دستیاب ہوا اور کاشف احوال۔

آپ نے سب وہی پرانی باتیں دھرائی جس کا جواب دیا جا چکا ہے، اب میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کے فرمودات نقل کرتا ہوں کہ جنھوں نے مدرسہ اشرفیہ کو دار العلوم اور ترقی کرتے کرتے یونیورسٹی کا روپ دیا وہ اس

دور کے خادمان دین کے لئے بہترین رہبر ثابت ہوسکتے ہیں، وہ صبر وضبط کی تلقین کرتے ہوئے اپنے ایک مخاطب سے فرماتے ہیں ''روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی جہاں آدمی کے مزاج وطبیعت کے خلاف باتیں نہ ہوں کیا مبارک پور میں میری مرضی کے خلاف باتیں نہیں ہوئی مگر دین کے خادموں کو ہمیشہ صبر وضبط سے کام لینا چاہئے''

اب کہئے آپ کو کیا کہنا ہے جب ایسے ایسے حضرات ستائے گئے تو ماوشما کی کیا حیثیت ہے۔آپ خاموشی سے اپنا کام انجام دیتے رہیں، دشمن کتنا ہی قوی اور مضبوط ہو لیکن ہمیشہ یادرکھو کہ ''دشمن قوی ونگہباں قوی تراست'' بس عمل میں اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے تو خدا کی مدد ضرور شامل حال ہوتی ہے۔

رہا چندہ مقامی تو آپ اسی پر کیوں بیٹھے رہیں سفرا کو مقرر کریں جو باہر سے چندہ لائیں،عزم وحوصلہ سے کام لیں حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہیں تو ایک وقت آئے گا کہ حالات خود بخود سازگار ہوجائے گا۔ہاں ایک بات ضرور ہے کہ آپ کے لئے یہ وقت آزمائش کا ہے یا یوں کہئے کچھ گردش ہے جس سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے جو کبھی ملاقات ہونے پر بیان کی جائے گی۔انشاءالمولیٰ الکریم

دستور العمل ابھی تک نہیں ہوسکا، اسے بھی خدا چاہے جلد رکھ لوں گا، رہا معائنہ تو اس کی ابھی کیا حاجت ابھی تو تعلیم شروع ہوئی ہے کبھی دیکھا جائے گا۔باقی خیریت، بچوں کو دعا احباب کو سلام۔فقط

سبطین رضا غفرلہ

مکتوب بنام مولانا ذاکر حسین صاحب (۶ رخط)

محب من جناب مولانا ذاکر حسین صاحب

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے، ۳۱؍اگست کو دو تین روز بعد جب کانکیر سے رائے پور پہنچا تو دوسری ڈاک کے ساتھ آپ کا محبت نامہ بھی دستیاب ہوا چونکہ اسی وقت کوربا وغیرہ کے پروگراموں کے لئے نکل رہا تھا لہذا ڈاک ساتھ لیتا آیا تھا، آج کچھ موقعہ ملنے پر جواب لکھ رہا ہوں۔

مدرسہ سے آپ کی علیحدگی کا حال میں پہلے ہی سن چکا تھا خط لکھنے کا کئی بار ارادہ کیا لیکن موقعہ نہ مل سکا تھا، بہر حال جو کچھ ہوا بہتر ہی ہوا مدرسہ سے آپ کی علیحدگی اگرچہ خود مدرسہ کے لئے فال بد ہے لیکن آپ کے لئے اس لحاظ سے ٹھیک ہی ہے کہ اب آپ کاروبار کی طرف پوری توجہ کریں گے اور پورا وقت دے دیں گے۔

گیارھویں شریف کے پروگراموں کا سلسلہ جاری ہے، تا آنکہ ۱۸؍ستمبر کے لئے ریز رویشن کو کہہ آیا ہوں بریلی کے لئے خدا چاہے روانہ ہوں گا، عرس میں گیا تھا سلمان میاں سلمہ کے یہاں خوشی ہونے والی تھی ایک ماہ بعد وہاں رکا رہا اسی انتظار میں پھر شہڈول کے پروگرام کے لئے ۲۴؍کو وہاں سے روانہ ہو کر ۲۵؍جولائی کو جب پہنچا اور فون کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی روز دن کے دس بجے لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے۔اس کے بعد سے جانا نہیں ہو سکا ان کی والدہ بھی رمضان المبارک سے کانکیر ہی میں ہیں وہ بھی اب جائیں گی۔ باقی خیریت ان شاء المولیٰ الکریم واپسی پر ملاقات کے لئے وقت نکالا جائے گا، احباب سے سلام کہیں بچوں کو دعا۔ والسلام

سبطین رضا غفرلہ

۴؍ستمبر ۱۹۹۷ء

مکتوب بنام مولانا ذاکر حسین صاحب (۷؍خط)

محب من جناب حافظ ذاکر حسین صاحب

سلام مسنون، دعا القرون

خیریت موجود و خیریت مطلوب۔ آپ کا ۲۲؍مئی کا محبت نامہ پیش نظر ہے اور اپنی سستی و کاہلی پر مجھے نادم کر رہا ہے۔ آپ نے چونکہ شروع ہی میں مدرسہ کے دستور العمل کی مکمل تیاری پر زور دیا ہے۔ لہذا میں نے بھی طے کر لیا تھا کہ اس مرتبہ اس کام کو کرنا ہی ہے چنانچہ کئی روز کی محنت اور مختلف دستور ہائے عمل کے مطالعہ کے بعد اس کو تیار کر سکا پھر اس کے نقل کرنے میں بھی محنت کرنا پڑی جس سے آنکھوں پر کافی زور پڑا اس لئے کہ داہنی آنکھ میں مستقل تکلیف رہتی ہے۔ جو اب جسمانی کمزوری کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے، اور زیادہ دیر لکھنے پڑھنے سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ کاپی حاضر ہے، جو امید ہے کہ آپ کی امیدوں پر پوری اترے گی۔ اس میں جہاں سرپرستوں کے نام ہیں اس میں پہلا نمبر خالی ہے اس میں جس کا نام چاہیں لکھ لیں، اور اسی کو تاحیات صدر مجلس سرپرست رکھیں یا کسی اور کو اس لئے ''مجلس سرپرست'' ''اختیارات'' کے عنوان کے نیچے صفحہ ۴؍ پر۔۔۔۔۔ اس طرح نقطے لگا دیئے ہیں وہاں وہ نام بھی اپنے قلم سے لکھ لیں، مجلس سرپرست میں علماء کے نام جلدی میں لکھ گیا حالانکہ میں اسے خالی چھوڑنا چاہتا تھا بہر حال ان سب سے یا ایک دو کے ناموں سے آپ متفق نہ ہو تو ان پر چٹ لگا کر جو نام چاہیں لکھ دیں۔ مولوی مطیع الرحمن صاحب کچھ دن قبل رائے پور دفتر آئے تھے مجھ سے تو ملاقات نہ ہوئی، مولوی عبد الوحید صاحب بتا رہے تھے کہ وہ کہیں اور گئے ہیں جگہ کا

نام بھی مجھے یاد نہ رہا۔ امسال بچے مدرسہ میں کتنے ہیں امید ہے کہ کچھ نئے داخلے بھی ہوئے ہونگے۔ ۲۶؍مئی کو آکولہ مدرسہ کے جلسہ میں شرکت کے لئے جانا ہوا تھا وہیں سے لوگ ڈگرس لے گئے تھے چند گھنٹے وہاں رہنا ہوا بہت لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ چلتے وقت آپ کے خسر صاحب کے اصرار پران کے یہاں بھی جانا ہوا تھا،شاید معلوم ہوا ہو، وہاں سے اسی شب میں کارنجہ گیا وہاں بھی جلسہ تھا دوسرے روز وردھا میں روک لیا گیا، ۲۸؍کو رائے پور آ گیا تھا۔ ناگپور بھی رک سکا،کل یوم عرفہ تھا آج بفضلہٖ تعالیٰ بقرعید ہے، صبح بارش ہوجانے کی وجہ سے نماز مسجد ہی میں ہوئی۔ بعدظہر ادھر لکھا ہے۔کل خدا چاہے اسے روانہ کیا جائے گا، وصول یابی اور مفصل خیریت سے جلد مطلع کریں گے۔ ۲۶؍جون کو پٹنہ بہار جانا ہے، احمد آباد ایکسپریس سے روانگی ہوگی ان شاء المولیٰ الکریم جن صاحب کا بچہ کئی سال سے غائب ہے آپ نے لکھا تھا ان کے لئے بھی تعویذ رکھ رہا ہوں ایک تعویذ دو پتھروں کے درمیان دبا دیں اور دوسرا جو کھلا ہوا ہے درخت میں لٹکائے خدا کرے کہ وہ آجائے اوران کی پریشانی دور ہو۔ آمین

تمام اراکین کمیٹی و پرسان حال کو میرا سلام کہیں۔ فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۲۳؍جون ۱۹۹۱ء

مکتوب بنام حضور امین شریعت

محترم المقام حضرت پیر ومرشد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں خیریت سے ہوں اورآپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔

دیگر احوال یہ ہے کہ میں آپ سے راج گان پور میں ملا تھا اپنی بیماری کے متعلق آپ سے

کہا تھا، آپ نے دوا بتائے تھے۔ معجون آرد خرما اور معجون سپاری پاک کھانے کے لئے، میں دوا لے کر آپ کے کہنے کے مطابق بلا ناغہ کھا رہا ہوں۔ دوا سے تو فائدہ پہنچا لیکن ابھی کمر میں درد بہت رہتا ہے اور قبضیت بھی ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو یا نہیں اس لئے میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں مجھے دس بارہ سال سے دھات کی شکایت ہے۔ آپ کی دعا رہی تو ان شاء اللہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ رزق کے لئے کوئی وظیفہ بتائیں۔ میں علاء الدین سے مکان اور دکان کے لئے تعویذ لے لیا ہوں اور زیادہ کیا لکھوں خط کا جواب دیجئے گا۔ علاء الدین کے پتے پر ہی خط بھیجئے گا۔ فقط السلام

آپ کا مرید: محمد صدیق عالم رضوی، راورکیلا ۲۳/مارچ

جوابی خط حضور امین شریعت کا صدیق عالم رضوی کے نام

جناب صدیق عالم صاحب رضوی

السلام علیکم

طالب خیر بخیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے، آپ کا خط ملا اگر چہ اس وقت مصروفیت بہت زیادہ ہے مگر پھر بھی بعجلت آپ کے خط ہی پر جواب لکھ رہا ہوں کمر کے درد کے لئے نیچے لکھا نسخہ بنا کر استعمال کریں خدا چاہے اسی سے دھات کو بھی فائدہ ہوگا۔ اسگند (۵ تولہ) سونٹھ (۵ تولہ) بدھارا (۵ تولہ) ستاور (۵ تولہ) سنبھل کی موصلی (۵ تولہ) ان سب دواؤں کو کوٹ کر سفوف بنائیں، بار بار کوٹ کوٹ کر چھانتے جائیں، آخر میں سفوف کے برابر کچی شکر اس میں خوب ملالیں اور برابر کی ۵۰ پڑیاں بنائیں ایک پڑیا روزانہ صبح کو گائے کے تازہ دودھ سے کھالیا کریں۔

غذا شوربا چپاتی یا دلیا کھایا کریں۔ فراخی رزق کے لئے بعد نماز سورۂ کوثر ۷۰/

مرتبہ روزانہ پابندی سے ہمیشہ پڑھیں۔ ہندی کا ایک شجرہ رکھ رہا ہوں جس کی تصحیح کردی گئی ہے یہ علاء الدین صاحب کو دے دیں۔ اردو والے شجرے میں جو نام نکالنے کے لئے کہا تھا اس کو چھپواتے وقت خیال رکھیں۔ باقی خیریت سب کو سلام و دعا کہہ دیں۔

فقط والسلام

دعا گو: سبطین رضا غفرلہ ۷

/اپریل ۱۹۹۶ء از بریلی

مکتوب بنام جناب عظیم اللہ صاحب

محبی جناب عظیم اللہ صاحب

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے، آپ کی اہلیہ کا ۱۷/مئی کا خط کانکیر پہنچا تھا، میں ان دنوں سفر حج کے لئے روانہ ہو چکا تھا، بعد حج پھر بغداد شریف، کربلائے معلیٰ وغیرہ پہنچ کر حاضری دیتا ہوا آخری جون میں کانکیر پہنچا تو دوسری ڈاک کے ساتھ اسے بھی موجود پایا، خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی، امید ہے کہ مکان کا تعمیری کام شروع ہو چکا ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ جلد اسے پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور تادیر اس میں رہنا نصیب فرمائے۔ آمین

آج کل بریلی اپنے وطن آیا ہوا ہوں اور یہیں ڈاک کے جوابات لکھ رہا ہوں۔ بارھویں شریف تک خدا چاہے واپسی ہوگی، مولانا عابد حسین صاحب سے میرا سلام کہئے گا، گھر میں بھی سب کو سلام و دعا کہیں، خیریت و عافیت سے گاہے گاہے مطلع کرتے رہا کریں۔ فقط والسلام

دعا گو: سبطین رضا غفرلہ، ۲۰/جولائی ۱۹۹۴ء بروز بدھ، از بریلی

مکتوب بنام جناب عمر حیات صاحب کونڈا گاؤں چھتیس گڑھ (۱رخط)

محب من جناب عمر حیات صاحب

سلام مسنون

عید مبارک، دعائے خیر و عافیت، آپ کا رقعہ ملا تھا اور آج یوسف صاحب و اقبال صاحب کا عید کارڈ ڈاک سے پہنچا ان دونوں کو شکریہ کے ساتھ عید کی مبارک باد پہنچا دیں نیز دوسرے احباب و مخلصین کو بھی عید کی مبارک باد اور سب کو سلام محبت میری جانب سے پیش کریں۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے دشمنوں کے شر سے بچائے اور ان پر غلبہ عطا فرمائے۔ آمین

آپ نے وہاں کے لئے مدرس و امام کے لئے لکھا تھا تو ان کی آپ لوگ کیا خدمت کر سکیں گے نیز ان کے رہنے کے لئے جگہ اور کھانے ناشتے کا کیا انتظام ہوگا، اس کی تفصیل سے مطلع کریں تو کسی سے خط و کتابت کی جائے۔

عزیزم مولانا ریحان رضا خاں کے انتقال کی خبر ریڈیو سے نشر ہوئی تھی آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا اس لئے مجھے جلدی پھر بریلی جانا پڑے گا، خیال ہے کہ جولائی پہلے ہفتے میں جاؤں گا۔ آپ کے لئے ٹوپی بھیج رہا ہوں۔ باقی سب خیریت

فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۲ رشوال المکرم ۵ ۸ بعد عشاء از کانکیر

مکتوب بنام جناب عمر حیات صاحب کونڈا گاؤں چھتیس گڑھ (۲رخط)

محبی جناب حیات صاحب

سلام مسنون

آپ کا رقعہ کئی روز ہوئے آیا تھا جس میں دوسری تفصیلات کے ساتھ کرندول کی میٹنگ کی اطلاع بھی تھی ، میں نگینہ والوں سے بس اسٹینڈ پر کہہ آیا تھا کہ میں نہ جاسکوں گا شاید انہوں نے آپ سے کہہ دیا ہوگا۔ صحت کی خرابی کی وجہ سے میں نے فی الحال سارے پروگرام ملتوی کر دیئے ہیں۔ کل ۲۸ر فروری کو امبیکا پور میں کانفرنس تھی آج شہڈول میں ہے اس میں جانا نہیں ہوا، ۶ر مارچ تک پروگرام ادھر تھے، ان سب کو ملتوی کر کے قرب وجوار کے پروگرام لے رہا ہوں۔ لہذا مجھے معذور رکھیں بہت دور جگہ ہے اور معلوم ہوا کہ تین روز آمد و رفت میں لگے نگے آپ لوگ ہو آئیں اور واپسی میں مطلع کریں۔ ۹ر مارچ کے لئے ریزرویشن بھی ہو گیا ہے وطن جانے کے لئے اس کی بھی تیاری کرنا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بخیر سب کو لے جائے اور لائے نیز مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

سبطین رضا غفرلہ، یکم مارچ ۱۹۸۶ئہ بعد نماز عشاء

مکتوب بنام جناب عمر حیات صاحب کونڈا گاؤں چھتیس گڑھ (۳۳رخط)

محبی عمر حیات خاں صاحب

سلام مسنون

آپ کا خط میری عدم موجودگی میں جب کہ سفر میں تھا، آیا تھا بہر حال واپسی پر تمام کاغذات مل گئے ابراھیم ابھی نہیں آئے ہیں، سوالات کے جوابات میں تاخیر بے پناہ مصروفیات اور علالت کی وجہ سے ہوئی۔ فی الفور جواب لکھ رہا ہوں ورنہ اور دیر ہوگی۔

(۱) عقیقہ کے معنیٰ لغت میں یہ نہیں کہ عقیقہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو بچہ کا نام رکھنے کے سلسلہ میں ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن دی جاتی ہے، شرع میں عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں ذبح کیا جاتا ہے، ذبیحہ کے گوشت وخون سے

اس کا تعلق یہی ہے کہ اس کا حکم قربانی کے جانور جیسا ہے۔

(۲) گیارھویں کے کھانے میں اسے ڈالا جا سکتا ہے اور فاتحہ دی جا سکتی ہے اسی طرح جس طرح فاتحہ دی جاتی ہے۔

(۳۔۴) بچے کے والدین نانا، نانی، دادا، دادی وسید صاحبان سب کھا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۶؍دسمبر ۱۹۸۶ء بعد عشاء

مکتوب بنام جناب ابرار صاحب (مرید) (۱؍خط)

محبی جناب ابرار احمد صاحب

السلام علیکم

بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ بخیریت ہوں، امید کہ آپ سب بھی بعافیت ہوں گے۔ ۳۰؍ستمبر آپ کی مطلوبہ تاریخ بہت پہلے طے ہو چکی ہے اور فی الحال گیارھویں شریف میں کوئی تاریخ خالی نہیں ہاں کوئی پروگرام کسی وجہ سے کینسل ہو تو گنجائش نکل سکتی ہے مگر اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تیس تاریخ ہی ہو۔

البتہ ۶؍۷؍رجب نوٹ کر لی گئی وقت پر کوئی مانع پیش نہ آیا تو خدا چاہے حاضر ہوں گا۔ اس مرتبہ حج کے دوران طبیعت کچھ ناساز ہوگئی تھی جس کی وجہ سے کمزوری کا احساس تھا ہی کہ مکان سے واپسی پر پھر پروگرام شروع ہو گئے ہیں دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ صحت وتوانائی عطا فرمائے۔ آمین

تمام احباب سے سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۴ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ، از کانکیر

مکتوب بنام جناب ابرار صاحب (مرید) (۲؍خط)

عزیزم جناب ابرار احمد صاحب

السلام علیکم

خیریت طرفین مطلوب، آج اکلترا میں آپ کا دستی رقعہ موصول ہوا، جس میں تحریر ہے کہ آپ لوگوں نے ۱۲؍جنوری کے لئے کہا تھا مجھے خیال آیا کہ ۱۸؍جنوری کے لئے کہا گیا تھا اسی لئے میں نے بریلی سے ۱۸؍کے لئے لکھ دیا تھا۔ بعد کو ممبئ سے دعوت نامہ آیا وہاں ایک عالمی کانفرنس بسلسلہ جشن صدسالہ مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ منعقد ہورہی ہے اس میں شرکت کے لئے وہ لوگ بہت اصرار کر رہے ہیں اور رائے پور سے ۱۶؍تاریخ کا ریزرویشن بھی ہو چکا ہے۔

لہذا بہتر ہوگا کہ آپ ۱۲؍جنوری ہی رکھیں آپ کی منھ مانگی تاریخ مل گئی اور ممبئ جانا بھی ہو سکے گا۔ تمامی احباب سے سلام و دعا کہیں۔

فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۲؍جنوری ۱۹۹۴ء از اکلترا چھتیس گڑھ

مکتوب بنام جناب ابرار صاحب (مرید) (۳؍خط)

محبی جناب ابرار صاحب

سلام مسنون

طالب خیر بخیر، آپ کا لفافہ کانکیر پہنچا تھا میں وہاں موجود نہ تھا واپسی پر بھی ڈاک دیکھنے کی

نوبت نہ آسکی ساتھ رکھ لی تھی آج یہاں وزیانگرم سے جوابات لکھ رہا ہوں۔ ایک تعویذ رکھ رہا ہوں موم جامہ کرکے لڑکی کے گلے میں ڈلوا دیں گے۔ رہی یہ بات کہ کس ٹرین سے آپ کے یہاں جانا ہوگا یہ ابھی نہیں طے کرسکا۔ ویسے امید یہ ہے کہ رائے پور سے احمد آباد ایکسپریس سے سفر ہوگا یا میل سے، اگر ٹکٹ ملے گا تو میل سے آؤں گا۔ بہت عجلت میں لکھ رہا ہوں باقی عندالملاقات۔ ادارہ کے پتہ پر لکھیں کہ اور کن کن علماء کو مدعو کیا ہے۔ سب سے سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

سبطین رضا غفرلہ ۲۸؍نومبر ۱۹۹۴ء از وزیانگرم

مکتوب بنام حاجی اقبال بھائی کیشکال چھتیس گڑھ

عزیزم جناب اقبال صاحب

السلام علیکم

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں اور آپ سب کی خیر و عافیت خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔ لکھنا یہ ہے کہ شجرے ابھی تک رائے پور نہیں پہنچے ہیں اور ہندی شجروں کی ہر طرف سے مانگ ہو رہی ہے لہذا جلد سے جلد کسی ذریعہ سے بھجوا دیں۔ اردو شجرہ تو بہت ہے لیکن ہندی بہت دن سے ختم ہو گئے ہیں۔ ۱۴؍کو پونا کا پروگرام ہے اس سے پہلے آ جائیں تو بہتر ہو۔ باقی خیریت، گھر میں سب کو سلام و دعا کہیں و دیگر احباب سے بھی سلام کہہ دیں، آج کل اڑیسہ کی طرف ہوں اور یہاں کھریار روڈ سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

والسلام

سبطین رضا غفرلہ

۶؍نومبر ۱۹۹۳ء